صباحت معین سعد*

مختار الدین احمد آرزو کے مکاتیب بنام سید معین الرحمن

Sabahat Moeen Saeed

Abstract: In Rakmah's article, linguist-researcher. Critic, editor, expert of Ghailbyat and educationist Dr. Mukhtar -ud - din Ahmad Arzoo (14th November 1924 _30 June 2010) with a brief introduction, 15 letters with footnotes are included. These letters are named after the educationist, researcher, editor and expert of Ghalibyat Dr. Syed Moeen ur Rehman (4th November 1942 _15th August (2005)

These letters are in the family of Dr. Syed Moeen ur Rahman. It will be correct to say that Dr. Mukhtar -ud -din Ahmad Arzoo and Dr. Syed Moeen ur Rahman's long-standing relationship is almost 25 years old. Along with academic and literary topics. This article will help the readers to understand the entire literary situation of the era of literature. This article will help entire literary situation of the era of literature

کلیدی الفاظ: مکتوب نگاری، ڈاکٹر سید معین الرحمن، پروفیسر مختار الدین آرزو، خط نویسی

مکتوب دو افراد کے درمیان اطلاعات و معلومات کے لیے لکھا جانے والا پیغام ہے مکتوب نگاری اردو ادب کی اہم نثری صنف ہے۔ مکاتیب دلی جذبات اور باطنی کیفیات کا اظہار ہیں مکتوب شخصی ہونے کے ساتھ ساتھ آفاقی و اجتماعی بھی ہے مکتوب نگار کے لیے محض عرض سخن جس میں مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کی سماجی و ذاتی زندگی اور ادبی میلانات سامنے آتے ہیں یہ قاری کے لیے گنجینہ فن بن جاتے ہیں۔

*لیکچرار اردو، کینٹ پبلک کالج، لاہور (کینٹ)

ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو محقق، ادیب، دانشور، ماہر تعلیم، مدون اور ماہر غالبیات تھے۔ مختار الدین احمد آرزو ۱۶۔ نومبر ۱۹۲۴ء کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ مختار الدین احمد کے والد ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری (متوفی ۱۹۶۳ء) ہندوستان کے بڑے جید اور متبحر عالموں اور مقتدر مصنفوں میں گزرے ہیں۔ مولانا ظفر الدین قادری کی پوری زندگی تعلیم و ہدایت اور تصنیف و تالیف میں گزری اور ان کی تصنیف و تالیفات کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد بتائی جاتی ہے۔

مختار الدین احمد کا بچپن ضلع ناندہ میں گزرا، خاندانی روایات کے مطابق چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر میں ایک نیک سیرت اور دیندار بزرگ حافظ مشرف الدین احمد کے ہاتھوں بسم اللہ کی رسم انجام پائی۔ اردو کی ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ رابعہ خاتون سے حاصل کی۔ قرآن پاک کے ابتدائی چند پارے اپنے نانا منشی محمد واعظ الحق سے پڑھے۔ ابتدائی عمر میں ڈاکٹر مختار الدین احمد کے والد مولانا ظفر الدین قادری مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ میں بیت و حدیث کے استاد تھے۔ یہاں چھ سال کی عمر میں مختار الدین احمد نے قرآن مجید اور مولوی اسماعیل میرٹھی کی لکھی ہوئی اردو کی چوتھی کتاب ختم کر لی۔ عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

پھر مختار الدین احمد نے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں مولوی سالی اول میں براہ راست داخلہ لیا وہاں چھ سال تعلیم حاصل کر کے ”مولوی“، ”عالم“ اور ”فاضل“ کے براہ راست امتحانات مدرسہ انٹرنیشنل بورڈ سے دیے جن میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

پروفیسر مختار الدین احمد نے ۱۹۴۱ء میں مسلم ہائی سکول، پٹنہ میں داخلہ لیا اور اگلے سال اچھے نمبروں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۳ء میں مختار الدین احمد علی گڑھ آگے اور علی گڑھ سے یہ رشتہ ساٹھ برس سے زائد قائم رہا۔ یہاں سے مختار الدین احمد نے ۱۹۴۵ء میں انٹر اور ۱۹۴۷ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۴۹ء میں ایم اے عربی اول درجہ سے پاس کیا۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد نے دو سال سے کم مدت میں اپنی ڈاکٹریٹ کا کام مکمل کیا ان کے ممتحن جرمن مشترق پروفیسر فرٹیس کریٹکو (کیمبرج) تھے جو مختار الدین کے علمی کاموں سے بہت متاثر ہوئے اور پروفیسر پیلمٹ رٹر (فرینکلنٹ) کو لکھا کہ مختار الدین احمد کا یہ مقالہ جرمن اور نیشنل سوسائٹی کی طرف سے شائع ہو۔ ۱۹۵۲ء میں ڈاکٹر مختار الدین احمد کو پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد کو اردو دنیا کے محقق سے جانا جاتا ہے لیکن مختار الدین احمد عربی ادب کے بڑے محقق ہیں۔ عربی میں مختار الدین احمد کا تحقیق کردہ حماسہ بصریہ کے دو ایڈیشن ہندوستان اور بیرون ہند سے شائع ہو چکے ہیں

جو متنی تنقید و تحقیق کا شاہکار مانا جاتا ہے۔ عربی اور اردو کے متعدد نادر و نایاب متون کی دریافت اور اشاعت کا سہرا مختار الدین احمد کے سر ہے۔

پروفیسر مختار الدین احمد نے عربی زبان میں بیچھے اور انگریزی میں چار کتابیں تصنیف و تالیف کیں۔ ڈاکٹر مختار الدین آرزو نے بہت سے مخطوطات بھی متعارف کرائے۔

ڈاکٹر مختار الدین آرزو نے عملی زندگی کا آغاز لٹن لائبریری کے شعبہ مخطوطات کے نگران کی حیثیت سے ۲۷ نومبر ۱۹۴۹ء کو کیا۔ بعد ازاں یکم اپریل ۱۹۵۲ء کو اسسٹنٹ لائبریرین بن گئے۔ پھر ۱۴ جنوری ۱۹۵۳ء کو علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے پروفیسر اور چیئرمین بنے۔ ۱۹۸۴ء میں مختار الدین احمد ریٹائرمنٹ تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ڈاکٹر مختار الدین کو ملازمت میں چار سال کی توسیع دی گئی۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد مختار الدین احمد آرزو علی گڑھ میں ہی قیام پذیر ہوئے اور اپنے ناقص علمی منصوبوں کی تکمیل میں لگن رہے۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد کو مکتوب نگاری اور خط نویسی سے بہت دلچسپی تھی۔ دنیا کے بہت سارے ممالک کے علمائے ادب و لسان کے ساتھ مختار الدین احمد کا سلسلہ مکاتبت قائم رہا۔ مختار الدین احمد آرزو نے مشاہیر ادب کے ہزاروں مکتوبات اپنے تعارف اور حواشی کے ساتھ مرتب کیے۔ خطوط کے عکس حاصل کرنے کے لیے مختار الدین آرزو کی ان کاوشوں کا تذکرہ ڈاکٹر معین الرحمن کے نام زیر ترتیب مکاتیب میں بھی جا بجا دکھائی دیتا ہے۔ ۲۰۰۴ء میں ”کچھ بکھرے خطوط“ مختار الدین احمد نے مرتب کی جو ۵۷ صفحات پر مشتمل کتابچہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے خط مولانا عبدالماجد دریابادی کے نام پٹنہ کی خدابخش اور نیشنل پبلک لائبریری سے ۱۹۹۹ء میں شائع ہوئے۔

۲۰۱۴ء میں شائع کردہ کتاب مکاتیب آرزو بنام پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی مرتبہ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کے صفحہ ۴۲ پر ۲۱ ستمبر ۲۰۰۵ء کے مکتوب پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو بنام عبدالوہاب سلیم خاں میں رقم طراز ہیں:

”پروفیسر سید معین الرحمن کی وفات کی خبر بھی مجھے آپ کے بھیجے ہوئے ایک تراشے ہی سے ملی، آپ کرم نہ فرماتے تو شاید مجھے اب تک خبر نہ ہوتی تعجب ہے کہ لاہور کے احباب نے اطلاع نہیں دی، ان کی وفات کی خبر سن کر افسوس ہوا۔ کام کے آدمی تھے اور بڑے محنتی، کچھ نہ کچھ کرتے رہتے تھے۔ تصانیف کی تعداد خاصی تھی۔ وہ علمی و ادبی حلقوں میں شہرت رکھتے تھے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے“ پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمن نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے اردو امتحانی کی کتاب ”نثری ادب“ مرتب کی تو اس میں پروفیسر حمید احمد خاں کے مکاتیب بنام پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو کے بھی شامل کیا۔

علم و ادب کی ہمہ جہت شخصیت ڈاکٹر مختار الدین آرزو ۳۰ جون ۲۰۱۰ء کو ابدی نیند سو گئے لیکن ان کا کام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمن محقق، نقاد، مولف اور معلم تھے پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمن کا نام اردو ادب خصوصاً غالبیات کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے انہیں اپنے معلم ہونے پر فخر تھا اور ان کے شاگردوں کو پروفیسر معین الرحمن صاحب پر فخر تھا۔ ڈاکٹر سید معین الرحمن نے بھرپور علمی و ادبی زندگی گزار کر تحقیق و تالیف سے فطری لگاؤ اور مناسبت کی وجہ سے وہ ہر لمحہ تحقیقی نوادرات کی جستجو میں رہتے تھے۔ غالب شناس ڈاکٹر سید معین الرحمن نے ۵ نومبر ۱۹۴۲ء کو بھٹنڈہ بھارت میں ایک علمی و مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ قیام پاکستان کے بعد بہاولنگر میں ابتدائی تعلیمی مدارج طے کیں گورنمنٹ بہاولنگر کالج سے انٹر میڈیٹ کرنے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے کراچی گئے وہاں اردو کالج کراچی میں پڑھنے کا موقع ملا جہاں بابائے اردو مولوی عبدالحق نے ان کی شخصیت میں مزید نکھار پیدا کیا

۱۹۷۲ء میں پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی زیر نگرانی سندھ یونیورسٹی جامشورو سے "غالبیات کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ" کے موضوع پر پی ایچ ڈی اردو کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر سید معین الرحمن نے قلم و کاغذ کو اپنا اوٹھنا بچھونا بنایا ہوا تھادرس و تدریس اور تحقیق و تالیف کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی وہ علم کا بیش بہا خزانہ تھے۔ ڈاکٹر سید معین الرحمن علم و ادب کا ایسا بہتادریا تھے جس نے لاکھوں تشنگان علم و ادب کو سیراب کیا ڈاکٹر سید معین الرحمن نے ۶۰ سے زائد کتابیں تصنیف و تالیف کیں ۱۵ اگست ۲۰۰۵ء کو لاہور میں انتقال ہوا وہ میانی صاحب لاہور قبرستان میں مدفون ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو اور پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمن دونوں مکاتیب لکھنے اور کتابوں کی تدوین و تحقیق سے گہری دلچسپی رکھتے تھے، پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمن اور پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو اپنی بے پایاں علمی مصروفیات کے باوجود خط کا جواب لکھنے میں نہایت مستعد اور فعال تھے۔ ڈاکٹر سید معین الرحمن، پروفیسر مختار الدین آرزو کو اپنے بھیجے گئے مکاتیب کی نقلیں، رجسٹری سے ڈاکٹر مختار الدین آرزو کو بھیجی ہوئی کتب کی رسیدیں بھی خط کے لفافے کے ساتھ چسپاں کر دیتے۔ ڈاکٹر مختار الدین آرزو اگر تفصیلی خط نہ بھی لکھ پاتے تو مختصر رقعہ لکھ کر کتاب یا خط کی وصولی کا تذکرہ معین صاحب سے ضرور کرتے اس آرٹیکل میں پروفیسر مختار الدین آرزو ۱۶ مکتوبات جو ۱۹۸۲ سے ۲۰۰۴ کے درمیان ڈاکٹر سید معین الرحمن کے نام تحریر کردہ مع حواشی قارئین کی دلچسپی کے لیے شامل ہیں۔

(۱)

علی گڑھ

۱۷۔ جون ۱۹۸۲ء

مجی پروفیسر سید معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

آپ کو خط لکھ چکا تھا کہ والا نامہ آیا اور اخبارات کے تراشے بھی ملے۔ بہت ممنون ہوا۔ آپ کی کتاب ”تحقیق غالب“^(۱) ہوائی جہاز ہی پر لاہور اور دہلی [کے] سفر کے دوران پڑھ لی تھی۔ بہت خوب ہے اور بعض مضامین بہت قیمتی ہیں اور غالب سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اس پر "ہماری زبان" میں تبصرہ بہت اچھا چھپا ہے جس کا تراشہ آپ کو بھیج رہا ہوں۔

آپ کی بیگم صاحبہ کی کتاب^(۲) بھی بہت پسند آئی۔ سرور صاحب کے متعلق بہت قیمتی معلومات انہوں نے اس کتاب میں جمع کر دیے ہیں اور لطف یہ ہے کہ سب بالقلم آل احمد سرور، اس قسم کی کتابوں کی ترتیب کا سلسلہ آپ ہی نے شروع کیا ہے اور یقیناً بہت مفید سلسلہ ہے۔ آگے چل کر لوگ آپ کے طریقہ تالیف کی پیروی کریں گے اور آپ نے کم از کم ایک مقلد اور متبع تو اپنا لاہور میں بنا ہی لیا۔ میرا خود دل چاہتا ہے کہ قاضی عبدالودود^(۳) صاحب پر ایک ایسی کتاب ان کی تحریروں کی مدد سے مرتب کر دوں۔

"دیوان سلیمان" کے عکس کے لیے بہت مضطرب ہوں۔ میں تو سمجھتا تھا آپ اسے کسی آنے جانے والے کے ہاتھ بھیج چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ لوگوں کے سفر کی اطلاع نہ ہو یا عکس ابھی نہ بنا ہو۔ بہر حال اجازت اپنے نام لے کر فوراً عکس کا انتظام کر دیجیے۔

لاہور میں آپ نے جو لطف و کرم کیا وہ مجھے بہت یاد آتا ہے۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔ مشفق خواجہ صاحب لاہور تک آئے کیا عجیب کبھی دہلی، علی گڑھ بھی آجائیں ان کے متعلق اخباروں میں کچھ چھپا ہو اور آسانی سے آپ بھیج سکیں تو ضرور بھیجیے۔

انتظار حسین صاحب^(۵) نے بڑا کرم فرمایا۔ مجھے خیال بھی نہ رہا کہ وہ اپنے کالم میں میرے سلسلے میں کچھ لکھیں گے۔ نہ ان سے کوئی باقاعدہ گفتگو ہوئی۔ جمیلہ ہاشمی^(۶) کے یہاں متعدد اصحاب سے گفتگویں کر رہا تھا، مختلف موضوعات پر مجھے کیا معلوم کہ ان کا حافظہ غضب کا ہے کہ وہ ساری باتیں یاد رکھتے ہیں اور ایک ماہ کے بعد انہیں کاغذ پر منتقل کر دیں گے۔

بہر حال پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے کاموں کے متعلق کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ایک خط انھیں لکھ رہا ہوں براہ کرم ان سے مل کر اس کا ایسا اقتباس چھپوادیتھیجیے، جس سے لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے۔ براہ راست انتظار صاحب کو اس سے نہیں لکھ رہا ہوں کہ یہ خط کاغذوں میں گم نہ ہو جائے اور ان خطوط کی اشاعت میں مزید تاخیر ہو۔

اپنے کوائف اور لاہور کے دوستوں کے کاموں سے مطلع کرتے رہیں۔ انتظار حسین صاحب کی کتابیں تو دیر سویر یہاں پہنچ جاتی ہیں لیکن ان کے کالم پڑھنے کو میں یہاں ترستا ہوں آپ لوگ ان کے کالموں کا مجموعہ ضرور چھاپئے۔

ان سے پوچھیے گا کہ اگر میں ان کے اخبار کے لیے کچھ لکھنا چاہوں تو کس قسم کے موضوعات موزوں ہوں گے پیرزادہ قاسم (۷) کو سلام کہیے انھوں نے اپنے کالموں کا مجموعہ مجھے دیا تھا انھیں کبھی لکھوں گا۔ وحید قریشی (۸) صاحب کا کوئی خط آیا۔ طفیل (۹) صاحب محترم ہندوستان آنے والے تھے کیا ہوا؟ معلوم کیجیے گا۔ امید ہے آپ مع نیگم صاحبہ دونوں بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

[پس نوشت] انتظار حسین صاحب کے نام کے خط کی نقل احتیاطاً رکھ لیجیے گا کہ اگر وہ گم کر دیں تو آپ کسی مناسب جگہ مناسب موقع پر میرے خیالات شائع کر دیں۔ میں چاہتا ہوں لوگوں میں غلط فہمی نہ ہو۔

(۲) (۱۰)

[*]

باسمہ

ناظمہ منزل

۲۸۶/۴ میرنشاں روڈ

سول لائز

علی گڑھ 202001

۱۸ یکشنبہ جولائی ۱۹۸۲ء

برادر مکرم!

السلام علیکم!

آپ کا لفاظ مل گیا تھا۔ اخباروں کے تراشے ملے جن میں میرے انٹرویو شائع ہوئے ہیں، بہت ممنون ہوا۔ آپ نہ بھیجتے تو شاید مجھے خبر ملتی بھی تو بعد کو۔ آپ نے قاسمی^(۱۱) صاحب نے اور دونوں اخباروں کے نامہ نگاروں نے انٹرویو پر بہت محنت کی ہوگی۔ وحید قریشی صاحب اور آپ دوستوں نے لاہور کے دوران قیام میں جس طرح نوازا اور جس محبت و خلوص سے آپ لوگ پیش آئے اس کا میرے قلب پر بہت اثر ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ سب لوگوں کو خوش رکھے اور ترقی درجات دے۔

آپ کا خط جس دن یہاں پہنچا اس سے چند دن پہلے میں نے آپ کو، وحید قریشی صاحب اور اسلم صاحب^(۱۲) کو اپنے میزبانوں کو خطوط لکھے تھے۔ آپ کو مل گیا تھا بقیہ دوستوں کو خیال تھا کہ بعد کو لکھوں گا لیکن اس کا موقع اب تک نہیں مل سکا۔ آپ کے خط ملنے پر پھر میں نے آپ کو ایک لفاف بھیجا جس میں ایک خط انتظار حسین صاحب کے نام تھا۔ یہ بہت ضروری خط تھا اور میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ موقع ہو تو خود اسے لے کر انتظار حسین صاحب کے پاس جائیے اور صورت حال سے انھیں آگاہ کر دیجیے۔ آپ ضرور گئے ہوں گے یا کم از کم خط آپ نے انھیں بھیج دیا ہو گا معلوم نہیں انھوں نے میری لکھی ہوئی ضروری سطور شائع کیں یا نہیں شائع ہوئیں تو آپ تراشہ ضرور بھیجتے۔ بہر حال اس سلسلے میں جو کچھ ہوا اس سے مطلع کیجیے۔

دوسری بات جس کے سلسلے میں بھی بہت متردد ہوں وہ ان منظومات کے عکس میں جن کی فہرست آپ کو دے آیا ہوں۔ اب تو [ڈھائی]^(۱۳) مہینے سے زائد گزر گئے عکس ضرور بن گئے ہوں گے۔ میں دیوان سلیمان کے سلسلے میں خاص طور پر متردد ہوں۔

آپ کے انٹرویو میں اس کا ذکر بھی آگیا اور لوگوں کو معلوم بھی ہو گیا ہے۔ براہ کرم اس طرف جلد توجہ کیجیے۔ آپ کی یقین دہانی ہی پر میں نے بعض احباب سے اسرار نہیں کیا اس کے عکس بھیجنے پر اور یہ اچھا ہی کیا اس لیے کہ آپ جس توجہ سے کام کریں گے وہ لوگ اپنی مصروفیات اور دوسرے مشاغل کے سبب وہ توجہ نہیں رکھ سکتے تھے۔ جس کا یہ معاملہ مستحق ہے۔ براہ کرم مجھے جلد خوش خبری سنائیے کہ ”دیوان سلیمان“ کا عکس بن گیا اور آپ کے قبضے میں آگیا۔ پھر دیر سویر آپ بھیج ہی دیں گے۔ اس سلسلے میں جو کارروائیاں کرنی ضروری ہوں گی وہ آپ نے ضرور کر لی ہوں گی بلکہ میں تو یہ توقع کر رہا تھا کہ اسلم صاحب کی معرفت آپ بھیج دیں گے۔ بہر حال ان سے معلوم ہوا کہ خورشید احمد خاں صاحب^(۱۴) عید کے بعد یہاں تشریف لانے والے ہیں۔ ڈاک سے زیادہ محفوظ ہو گا اگر وہ اپنے ساتھ لیتے ہیں، ان سے بات کر کے دیکھیے۔ عکس بن جائے تو صفحات ملا لیجیے گا۔ کبھی کبھی عکس بنانے والے ایک آدھ صفحہ چھوڑ دیتے ہیں موقع ہو تو اسی کے ساتھ دوسری تحریرات کے عکس بھی روانہ کر دیجیے۔

کوئی اچھی کتاب یا کسی رسالے کا نمبر شائع ہوا تو وہ بھی۔
مجبی طفیل صاحب کی کچھ خبر ہے وہ اپریل مئی تک حرمین شریفین کی زیارت کے لیے جانے والے تھے اور
پھر ہندوستان تشریف لانے والے تھے۔

سرور صاحب پر ہم لوگ جلد ہی ایک تذکاری کتابیں پیش کرنے والے ہیں۔ شمس الرحمن فاروقی
صاحب^(۱۵) انتظامات کر رہے ہیں اور لوگوں سے مضمون لکھوا رہے ہیں۔ آپ سے سرور صاحب کا خاص تعلق ہے اور
آپ کی بیگم صاحبہ کی کتاب جو آپ نے مجھے دی تھی۔ آج کل دوستوں میں گشت کر رہی ہے اس لیے کہ یہ اس سلسلے کی
پہلی چیز ہے۔ مضمون کوئی علمی ادبی تحقیقی ہو لیکن آپ سرور صاحب کی ادبی زندگی کے کسی پہلو پر لکھ سکتے ہیں اگر آپ
کے پاس اب تک خط نہ گیا ہو تو اب جائے گا۔ موضوع آپ لکھ بھیجیے۔ میں آپ کی شرکت ضروری سمجھتا ہوں۔ اپنے
علمی مشاغل اور لاہور کے ادبی کوائف سے مطلع کرتے رہیے۔ قاسمی صاحب کو خاص طور پر میرا سلام کہیے مجھے وہ بھی
بہت پسند آئے اور ان کی تحریریں بھی بہت پسند آئیں خدا انھیں خوش رکھے۔

مخلص
مختار الدین

Prof Syed Muin ur Rahman
Head Depatt of Urdu Govt College
LAHORE

(۳) (۱۶)

باسمہ

۱۳۔ اگست ۱۹۸۲

مکرمی و مجبی پروفیسر معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

یہ خط ۳۰ اپریل [کو] لکھنا شروع کیا تھا لیکن پھر رہ گیا اور آپ کو ہوائی کاغذ پر خط لکھ کر بھیج دیا۔ جس کا
جواب بھی آگیا تھا۔

ہاں دو ہفتے پہلے جو خط آپ کی خدمت میں بھیجا تھا اس کا جواب نہیں آیا۔ جس سے تردد ہے۔ خاص طور پر
مخطوطات لاہور کے عکوس کے متعلق کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کس منزل میں ہیں۔

براہ کرم ”دیوان سلیمان“ پر فوری توجہ کیجیے۔ [ساڑھے ۳] (۱۷) ماہ ہونے کو آئے اور اب تک عکس نہیں آیا۔ شاید انتظامی مسائل کی مشکلات راہ میں حائل ہو گئی ہوں گی یا مصور صاحب کو فرصت نہ ہوگی۔ اگر اجازت حاصل کرنے میں آپ کو زحمت ہو رہی ہو تو پروفیسر وحید قریشی صاحب سے رجوع کیجیے۔ ویسے آپ چونکہ خود پروفیسر اور صدر شعبہ ہیں ایک کالج کے اس لیے آپ کو شاید اس کی ضرورت نہ پڑے کہ پرنسپل اور ڈین کی سفارشات ہوں۔

آپ کے خط نہ آنے سے مزید تردد ہے۔ گذشتہ ہفتے لاہور سے خورشید احمد خاں صاحب تشریف لائے اور میرے پڑوس میں مولانا اے اکبر آبادی (۱۸) کے یہاں قیام پذیر ہوئے۔ مجھے یقین تھا کہ ان کے ہمراہ آپ عکوس بھیج دیں گے۔ اس طرح حفاظت سے پہنچ جاتے اور جلد۔

اب آپ نے اگر رجسٹرڈ پارسل بھیجا تو دھلی کے بڑے ڈاک خانے میں یہ پڑا رہے گا اور معلوم نہیں کہ واگراشت ہو۔ اس سے بہتر ہے کہ جس طرح کتابیں رجسٹری سے آتی ہیں، یہ بھی آجائیں لیکن پہلے لکھیے کہ عکس مکمل بن گیا یا ابھی کسی بات کا انتظار ہے۔

جناب قاضی عبدالودود صاحب کو میں ایک تذکاری کتاب (۱۹) پیش کر رہا ہوں۔ جلد ہی مجموعہ مرتب ہو کے پریس جائے گا۔ اب کوئی اچھا سا تحقیقی مضمون کسی پسندیدہ موضوع پر لکھ کر جلد بھیج دیجیے، ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کو بھی لکھ رہا ہوں۔ ان کا خاکہ طفیل صاحب لکھ دیں تو کیا کہنا۔ یہ مہم آپ ہی سر کر سکتے ہیں۔ اگر اب انھیں آمادہ دیکھیں تو مطلع کیجیے، تاکہ انھیں فوراً لکھوں؛ ہاں طفیل صاحب اپریل ہی میں سفر حجاز اور سفر ہند کے پروگرام بنا رہے تھے۔ یہاں انتظار رہا کہ یہاں وہ تشریف نہ لاسکے یا سفر ملتوی ہو گیا۔

نفوش کا ایک عام نمبر نکلنے والا تھا وہ کس منزل میں ہے۔ اس پر ایک موضوع میں نے سوچ لیا ہے لکھوں گا۔ مالک رام صاحب (۲۰) کو ان کا خط مل گیا ہے وہ ضرور لکھیں گے۔

مجی مشفق خواجہ صاحب بھی اس مجموعے کے لیے ضرور لکھیں گے، دعا کیجیے کہ جلد مضمون وہ بھیج دیں۔ آپ کسی اہم قلمی نسخے پر، یا کسی غیر معروف شاعر و ادیب پر یا غالب کے کسی پہلو پر لکھیے یا کسی ایسے موضوع پر جس سے قاضی صاحب کی دلچسپی ہو۔ ان کی دلچسپی کے موضوعات، فارسی ادب، اردو ادب، عمرانیات اور اقتصادیات اور فرانسسیسی ادب ہے۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں مرحوم (۲۱) زندہ ہوتے تو ان سے فرانسسیسی ادب پر مضمون لکھواتا۔

لاہور کے میرے انٹرویو آپ لوگوں نے بڑے اہتمام سے چھاپا ہے۔ آپ لوگ ”دوکان بے رونق خریدار ہیں“ آپ ازراہ کرم تراشے بھیج رہے تھے۔ تصاویر بہت اچھی آئی ہیں ان لوگوں سے کہنے کہ اصل تصویروں کی ایک ایک کاپی بھیج دیں۔ یعنی وحید صاحب کے گھر پر جو تصویریں لی گئی تھیں مجلس ترقی ادب میں دیوان مصحفی کی

جلد (۲۲) پنجم زیر طباعت تھی اب بھی شائع ہوئی یا نہیں۔ اسی عمارت میں ادارہ ثقافت اسلامیہ کا دفتر وہاں سے اسحاق بھٹی کا ترجمہ اردو کتاب ”الفہرست لابن الندیم“ (۲۳) کا ایک نسخہ میرے لیے خرید کر بھیج دیجیے۔ بہت شدید ضرورت ہے۔ روزانہ آپ کے خط کا انتظار رہتا ہے۔ آج کی ڈاک دیکھ کر خط سپرد قلم کر رہا ہوں۔
فصیح صاحب کا پتہ یاد آتا ہے آپ کو بھیج چکا ہوں۔ احتیاطاً پھر بھیج رہا ہوں۔

Prof Fasih A Siddiqi

Deptt q Chemistry Facility q Education

P.O.BOX 18758

Al-Fateh Unir Sabha (Lilaya)

امید ہے مزاج بخیر ہو گا اور علمی کاموں میں بد دستور مصروف

والسلام

مختار الدین احمد

{ پس نوشت }

محی ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے پروفیسر امیر حسن عابدی (۲۴) (دہلی یونیورسٹی) کے ہاتھ اپنی تین تصانیف بھجوائی ہیں کلمہ الشکر

(۲۴) (۲۵)

باسمہ

۱۷۔ ستمبر ۱۹۸۲ء

محی پروفیسر معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

۱۳۔ اگست کو مشفق خواجہ صاحب کو ایک خط لکھا تھا آپ کے نام کا خط دو تین دنوں میں مل گیا ہو گا۔ اس سے پہلے ایک ہوائی کاغذ آپ کو ۲۴۔ جولائی کو بھیجا تھا جس میں اسلم صاحب کے نام چند سطریں لکھ دی تھیں ان کے جواب اب تک نہیں آئے۔ اور نہ اس ضروری خط کا جس کے ساتھ انتظار حسین صاحب کے نام ایک اہم خط تھا۔ آپ نے کچھ نہ لکھا کہ انتظار حسین صاحب کو آپ نے خط پہنچا دیا یا نہیں اور اس معاملے کا کیا ہوا۔

آپ کے خطوط کے ننانے سے تشویش ہے۔ آپ تو بہت مستعد مکتوب نویس ہیں۔ خطوط کا جواب آپ نہ دیں یہ آپ نہ دیں یہ آپ سے ہرگز متوقع نہیں، خدا کرے مانع بخیر ہوں۔
میرا خیال ہے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے کاموں کے سلسلے بھی آپ کو دقت ہو رہی ہے۔ اور یہی وجہ مانع ہے خط لکھنے میں بہر حال چند سطور میں سہی اپنی خیر و عافیت جلد لکھئے کہ رفقہ تردد ہو۔

والسلام

مختار الدین احمد

{پس نوشت}

حیدرآباد میں مصلح الدین سعدی^(۲۶) عبدالصمد^(۲۷) صاحب سے ملاقات کے لیے لے گئے۔ بہت اچھا کتب خانہ انھوں نے بنا لیا ہے وہاں ”ندیم نامہ“^(۲۸) جو احمد ندیم قاسمی صاحب کو محمد طفیل صاحب نے مرتب کر کے پیش کیا ہے۔ اور ”سونغات“^(۲۹) دیکھی جو ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کو پیش ہوئی، ”سونغات“ کے لیے عرصہ ہوا میرے پاس مضمون کے لیے خط آیا تھا۔ پھر لوگ خاموش ہو گئے، اب پتا چلا کہ کتاب شائع ہو گئی۔ بہر حال یہ دونوں کتابیں میرے لیے حاصل کر لیجئے۔

(۵)

باسمہ

علی گڑھ

۳۰۔ جنوری ۱۹۸۳ء

مکرمی ڈاکٹر سید معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

آپ کی محبت نامے کے جواب میں ایک خط حبیب خاں صاحب^(۳۰) (انجمن ترقی اردو ہند) کی معرفت بھیجا تھا، افسوس ہے کہ فرہنگ انیس^(۳۱) وہ اپنے ساتھ دہلی سے خرید کر نہیں لے گئے جس کا انھوں نے مجھ سے قطعی وعدہ کیا تھا۔ وہ بی بی بچوں کے ساتھ ٹرین سے عازم لاہور ہوئے اس لیے شاید سفر کی الجھنوں میں انھیں اس کا موقع نہیں مل سکا۔

میں نے حدیث^(۳۲) کے لیے بھی انھیں کہا تھا اس لیے کہ وہ علی گڑھ میں دستیاب نہیں ہو سکی تھی۔ لیکن فرہنگ کے متعلق تو انھوں نے کہا تھا کہ میرا اپنا نسخہ موجود ہے وہ لیتا جاؤں گا۔ بعد میں وہ ایک نسخہ مجھ

سے لے لیں گے۔ میں نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ ” غالب مصور“ کو یہاں کوئی نہیں جانتا میں نے یہ نام آپ سے سنا، مالک رام صاحب بھی واقف نہیں۔

حبیب خاں صاحب نے بتایا کہ بمبئی میں کسی نے شائع کیا ہے اور قیمت ۵۰۰/- رکھی ہے کتب خانے اسے خریدیں تو خریدیں لیکن یہاں آزاد لائبریری میں بھی میں نے تلاش کی اس کا پتہ نہ چلا۔ آپ نے میرے خط کا جواب نہیں دیا نہ یہ معلوم ہو سکا کہ پروفیسر وحید قریشی صاحب کو میرا خط ” دیوان سلیمان شکوہ“ کے متعلق ملایا نہیں۔ میں نے انھیں عکس کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ عکس یا فلم حاصل کرنے کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ دیوان کا لکھنؤ ایڈیشن مرتب نے مجھے دیا ہے انھوں نے کمال کیا۔ مونیز ہال (۳۳) سے ایک نسخہ کا عکس حاصل کر لیا بار کر صاحب (۳۴) کا نسخہ انھیں ملا ہے، نسخہ لاہور انھیں حاصل نہ ہو سکا اس لیے کام کی خاصی گنجائش ہے۔ میں نے وحید صاحب کو لکھا تھا کہ آپ خورشید صاحب کو کوئی بھی موضوع دے سکتے ہیں دیوان سلیمان ہی کی کیا تخصیص ہے خاص طور پر جب آپ کو معلوم تھا کہ میری اس سے دلچسپی ہے اور اور عکس کے لیے پہلے میں نے (آپ کو یاد ہوگا) (۳۵) انھیں سے استدعا کی تھی، پھر جب آپ نے کہا کہ زیادہ تردد نہ کریں میں اس کا عکس بنا کر آپ کو بھیج دوں گا۔ پھر میں نے مزید ان سے کچھ نہ کہا۔ وحید صاحب نے میرے خط کا جواب اب تک نہیں دیا۔

آپ نے اس سلسلے میں جس تفصیلی خط کا ذکر کیا ہے وہ تو مجھے نہیں ملا لیکن مختصر طور پر دوسرے خط میں آپ نے دیوان، (۳۶) خورشید صاحب، پروفیسر وحید قریشی صاحب کے متعلق لکھا تھا وہی مجھے ملا۔ آپ نے لکھے ہے کہ دوسرا مخطوطہ بھی دیوان کا خورشید صاحب نے نکال لی ہے یہ کون سا نسخہ ہے؟ کہاں ہو؟ مائٹریال (کینیڈا) کے ڈاکٹر عبدالرحمن بار کرد والا نسخہ ہے یا کوئی اور۔

جامعہ پنجاب کی کتب نے کی ایک آدھ کتاب کی فلم کے لیے بھی ہوئے لاہور کے دوران قیام آپ کو کہا تھا وہ بھی اب تک نہیں آیا، اس میں تو کوئی کھنڈٹ نہیں پڑی پھر اس میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے۔ زیادہ تردد یہ ہے کہ آپ نے ”ندیم نامہ“ اور ”سوغات“، ابھی نہیں بھیجی تو ضرور لیکن آج تک آپ نے کوئی خط بھی اپنی خیریت کا تحریر نہیں کیا ہے یہ باعث تعجب اور باعث تشویش ہے۔ خدا کرے مانع بجز ہوں۔

براہ کرم صراحت لکھیے کہ ” غالب مصور“ ” حدیث میر“ اور ”فرہنگ انیس“ کی آپ کو اب بھی ضرورت ہے۔ یا اس میں کوئی کتاب آپ کو مل گئی ہے۔ میں آخری دنوں کتابیں آپ کو بھیج سکتا ہوں دہلی یا لکھنؤ سے حاصل کر کے اگر آپ کو اب تک حاصل نہیں ہوئی ہوں۔

خورشید صاحب سے میرے تعلقات ہیں اور بہت کرم فرماتے ہیں میرے حال پر، لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ انھوں نے آپ سے یہ کس طرح کہا کہ دیوان سلیمان کی اب مجھے ضرورت نہیں رہی۔ انھوں نے تو طبع لکھنو کا اور اپنے ارادے کا مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ میں آپ سے کہوں کہ میں نے یہ ان سے پوچھا کہ ڈاکٹر سید معین الرحمن صاحب نے ان کو دیوان سلیمان کا عکس تو نہیں دیا ہے۔ میں اس کا منتظر ہوں۔ خیال تھا کہ وہ آپ کے ساتھ کر دیں گے۔ جب بھی اللہ کے پیارے نے یہ بھی نہیں کھولا کہ دیوان پر وہ خود کام کرنا چاہتے ہیں، نہ وحید صاحب نے مجھے بتایا۔ چلیے عاشقی میں اس قسم کے غم بھی برداشت کرنے ہوتے ہیں۔

”صحیفہ“ (۳۷) اپریل کے بعد سے شائع ہوا یا نہیں؟ قاسمی صاحب نے اس طرف اپنے سے نئی کتابیں کیا شائع کی ہیں لکھئے گا۔ اور خدا کے واسطے جواب جلد دیجیے۔

والسلام

امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔

مختار الدین احمد

(۶)

باسمہ

علی گڑھ

۱۹۔ مارچ ۱۹۸۳ء

محی ڈاکٹر سید معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

ایک خط آپ کو لکھا تھا جو کراچی سے شاید آپ کو ملا ہو۔ دوسرا خط لکھ کر کسی کتاب میں بھول گیا اور یہ سمجھتا رہا کہ آپ کو پوسٹ کر چکا ہوں آج کاغذات تلاش کر رہا تھا کہ اور خطوط کے ساتھ آپ کے نام کا خط بھی سامنے آگیا۔ اس اثنا میں آپ کا مضمون ”ہماری زبان“ میں دیکھا اور دو مضامین اور نینٹل کالج میگزین کے شمارہ (۳۸) خاص میں جسے مالک رام صاحب کے ایک دوست نے انھیں بھیجا ہے۔ آپ کے دونوں مضامین حسب معمول بہت مفصل، جامع اور بہت مفید ہیں اور یہاں بھی بہت دلچسپی سے پڑھے جائیں گے۔ ویسے محی پروفیسر وحید قریشی صاحب نے یہ شمارہ ابھی یہاں بھجوانا شروع نہیں کیا ہے۔ غالباً ڈاک کے مسائل ہوں گے۔ پیش نظر۔

”فرہنگ انیس“ اور ”حدیث میر“ کے متعلق فوراً لکھیے کہ بھیجے کا انتظام کیا جائے اور اگر آپ نے کسی ذریعہ سے یہ کتابیں منگوائیں ہیں تو اس سے اطلاع دیجیے۔
 آپ بہت یاد آتے ہیں خدا کرے آپ سے جلد ملاقات ہو۔
 امید ہے آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ دونوں خیر و عافیت سے ہوں گے۔^(۳۹)

والسلام
 مختار الدین احمد

جناب پروفیسر معین الرحمن صاحب
 ۶ پریم نگر لاہور۔ ۱۰

(۷) (۴۰)

باسمہ

علی گڑھ

۹۔ اگست ۱۹۸۳ء

مکرمی ڈاکٹر معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

ڈاکٹر اسلم صاحب سے آپ کی خیر و عافیت معلوم ہوئی۔ میرا ایک خط انھوں نے آپ کو بھجوایا تھا۔ اس کا جواب آج تک نہ آیا۔ یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ”حدیث میر“ آپ کو پسند آئی یا نہیں اس کی رسید نہ آنے سے تردد ہے۔ بہت ضخیم کتاب ہے اعلیٰ کاغذ ہے اگر کسی غلط آدمی کے ہاتھ پڑے گی تو ردی میں بیچ کر بھی خاصے پیسے حاصل کر لے گا۔

یہ کتاب میں نے آپ کو ۱۱ جولائی ۱۹۸۳ء کو رجسٹری سے بھیجی۔ رسید نمبر 4615 ہے اتنی ضخیم اور قیمتی کتاب کسی آنے جانے والے کی معرفت مجھے بھیجنا تھا لیکن کوئی معقول آدمی نظر نہیں آیا اور آپ نے لکھا کہ ڈاک سے بھیج دو سو آپ کی فرمائش پوری کی گئی۔

کتاب آپ کے کالج کے پتے پر بھیجی گئی ہے اس کا امکان ہے کہ صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج کی بجائے صدر شعبہ اردو اسلامیہ کالج میں نے لکھ دیا ہو اسلم صاحب نے رات بتایا کہ اگر ایسی بات ہے تو میں فوراً آپ کو

اطلاع کر دوں۔ میرا تو خیال ہے کہ اگر آپ کا نام اور لاہور بھی لکھ دیا جائے تو خط یا پارسل آپ کو ملے گا۔ اسلامیہ کالج والے صدر شعبہ آپ سے واقف اچھی طرح ہوں گے۔ اور پھر ڈاکیہ بھی آپ سے واقف ہوگا۔ بہر حال آپ کے خط نہ آنے سے تردد ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کی بیاض اشعار میں حسن^(۳۱) شاعر کے اشعار کی نقل / عکس کے لیے لکھا تھا اس کا کیا بنا سو اس سال ہو گئے اس بات کو ذرا توجہ کیجیے۔
”نقوش نامہ“ یا ”طفیل نامہ“^(۳۲) اب تک نہیں پہنچا منتظر ہوں۔
امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۸)(۳۳)

باسمہ

یکم، ستمبر ۱۹۸۳ء

مکرمی پروفیسر سید معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ!

اس طرف آپ کو متعدد خطوط لکھے کہ ”حدیث میر“ رجسٹری سے آپ کو ۱۱ جولائی ۱۹۸۳ء کو بھیجی گئی۔ آپ کی طرف سے کوئی اطلاع اس سلسلے میں نہ آنے پر بہت متردد ہوں۔ تاریخ ۹ اگست ۱۹۸۳ء کو محمد طفیل صاحب کو رجسٹری سے ایک خط لکھا ہے جس میں میں نے آپ کے نام کا خط بھی رکھ دیا تھا۔ اس میں میں نے لکھا ہوگا کہ حدیث میر کے پارسل کے پتے میں غلطی ہو گئی ہے۔ گورنمنٹ کالج کے بجائے میں نے اسلامیہ کالج لکھ دیا ہے لیکن نام آپ کا صحیح پروفیسر سید معین الرحمن لکھا ہے اور مجھے یقین ہے اس نام کا کوئی اور آدمی لاہور کے کسی کالج میں نہیں، اس لیے کتاب آپ کو ضرور مل گئی ہوگی۔ اب معلوم ہوا کہ اسلامیہ کالج بھی لاہور میں شائد دو ہیں میں احتیاطاً^(۳۳) رسید رجسٹری کی آپ کو بھیج رہا ہوں۔

مجی طفیل صاحب کے لیے مضمون شروع کر دیا ہے۔ لاہور کے علمی کوائف اور اپنے حالات سے مطلع کیجیے گا۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی کے کتاب خانے کی بیاض سے جن اشعار کی نقل میں نے مانگی تھی وہ نقل یا اس کا زیرو کس ایک سال سے زیادہ مدت گزرنے پر بھی نہیں پہنچا۔ یہ تو تھوڑی دیر کا کام ہے توجہ فرما کر جلد یہ کام کر دیجیے۔

صدیق جاوید صاحب^(۳۵) لیکچرر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج بہت یاد آتے ہیں، جنہوں نے ۱۰ مئی کی شام کو اپنی کار پر سیر کرائی تھی اور جن کی وجہ سے مخدوم بھویری کے مزار کی زیارت کی اور علامہ اقبال کی تربت پر فاتحہ پڑھنے کا موقع ملا۔ انہیں میرا سلام شوق پہنچائے۔

ابھی شب کو ریڈیو سن رہا تھا سلیم احمد صاحب^(۳۶) کے انتقال کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا بہت اچھے نقاد، اچھے ڈرامہ نویس اور اعلیٰ درجے کے ادیب تھے۔ مرحوم سے صرف ایک بار ملاقات ہوئی کیا معلوم وہ آخری ملاقات ثابت ہوگی۔

پہلے سفر کراچی کے موقع پر میں ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب^(۳۷) کے یہاں مقیم تھا ڈاکٹر ابوالیث صدیقی صاحب^(۳۸) کے ادارے کو دیکھ کر واپس ہوا تو جالبی صاحب نے فرمایا ابھی جمیل الدین عالی صاحب کا ٹیلی فون آیا تھا آج لچ آپ کو ان کے ساتھ لینا ہے۔ میں نے کہا میں تو اب کراچی یونیورسٹی جا رہا ہوں۔ پروفیسر معصوم علی ترمذی صاحب^(۳۹) سے ملنا ہے دوسری بات یہ کہ رات ہی تو ان کے ہاں ہمارا ڈنر تھا۔ بولے مختار مسعود صاحب^(۴۰) اتفاق سے تہران سے چند دنوں کے لیے آئے ہوئے ہیں اور وہ آپ سے ملنے کے لیے مشتاق ہیں۔ یونیورسٹی سے عالی صاحب کے گھر پہنچا تو عالی صاحب نیگم عالی اور مختار مسعود صاحب کو منتظر پایا۔ ایک اور صاحب کو بھی عالی صاحب نے مجھ سے ملنے کے لیے بلا یا تھا وہ خاموش بیٹھے تھے کچھ دیر کے بعد تعارف ہوا تو معلوم ہوا سلیم احمد صاحب ہیں۔ ان کی کتاب مشفق خواجہ صاحب مجھے بھیج چکے تھے اور متعدد مضامین ان کے پڑھ چکا تھا اور ان کی تحریروں سے متاثر ہوا تھا۔ کھانے پر بھی ان سے باتیں رہیں بھر مسعود صاحب سے ان کی گفتگو شروع ہونے لگی اور دیر تک رہی۔ دونوں میں کوئی بھی اپنے موقف کو چھوڑنے پر تیار نہ تھا۔ عالی صاحب کے ساتھ میں بھی لطف لیتا رہا۔ کھانا ختم ہوا لیکن یہ لوگ کسی نتیجے پر نہیں پہنچے۔ عالی صاحب نے اپنی کار منگوائی اور جالبی صاحب کے گھر میں چلنے لگا تو سلیم صاحب بھی اسی کار میں میرے ساتھ بیٹھ گئے اس طرح کچھ دیر اور ان سے باتیں کرنے اور ان کی باتیں سننے کا موقع ملا گیا۔ دیکھنے میں بہت سیدھے سادے مرنجاں مرنج سے آدمی دکھائی دیتے تھے لیکن جب گفتگو کرنے لگے تو ان کی زبان کے جوہر کھلتے تھے۔ مجھے اندازہ ہوا کہ ادیب جس پائے کے ہیں وہ تو ہیں لیکن بہت مسلمان آدمی ہیں۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے اور رحمت کے پھول ان کی تربت پر برسائے^(۴۱)۔

والسلام

اب مزاج بخیر ہو گا۔

مختار الدین احمد

(پس نوشت)

آپ کا مرتب کردہ طفیل نامہ اب تک نہیں پہنچا اگر معلوم ہوتا کہ اتنی تاخیر ہوگی تو چند سطور تو لکھ کر بھیج

ہی دیتا۔

(۹) (۵۲)

باسمہ

علی گڑھ

۷۔ مارچ ۱۹۸۷ء

مجی سید معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

بہت دنوں سے آپ کی خیر و عافیت معلوم نہ ہو سکی۔ کبھی کبھی دو چار سطریں لکھ کر اپنی خیریت اور اپنی علمی سرگرمیوں سے مطلع کیجیے۔

نظامی صاحب (۵۳) کی کتاب آپ نے طلب کی تھی۔ پروفیسر نظیر صدیقی (۵۴) (اسلام آباد) کی معرفت کوئی دو ہفتے ہوئے۔ آپ کو بھیج دی ہے، ملی ہوگی۔ رسید نہ آنے سے تردد ہے۔

نظیر صاحب ہندوستان آئے تھے۔ علی گڑھ کے سمینار میں شرکت کر کے چلے گئے تھے۔ واپس آئے تو میں ساہتیہ اکیڈمی کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لیے میں دھلی گیا ہوا تھا۔ اس لیے ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن میری بیگم صاحبہ نے انھیں کچھ خطوط اور آپ کی کتاب انھیں دے دی تھی۔ (۵۵)

ڈاکٹر سید معین الدین عقیل (۵۶) اطالیہ گئے ہوئے ہیں ان کا پتہ معلوم ہو تو لکھیے گا۔ محب گرامی شیخ منظور الہی صاحب (۵۷) سے کہیں ملاقات ہو تو ان کی خدمت میں میرا سلام کہیے۔ وہ بہت یاد آتے ہیں۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

(پس نوشت)

جاوید طفیل صاحب (۵۸) آنے والے تھے لیکن اب تک یہاں نہیں پہنچے، خدا کرے مانع بخیر ہوں۔

قاضی عبدالودود صاحب (۵۹) کے خطوط مرتب کر رہا ہوں لاہور میں متعدد احباب کے پاس ان کے خطوط

ہوں گے انھیں حاصل کیجیے۔ شیخ اکرام کے نام ایک عادی خط کا عکس اب نے مرحمت کیا تھا مزید خط تلاش کیجیے۔

جناب پروفیسر سید معین الرحمن صاحب
”الوقار“ ۵۰ لوئر مال، لاہور

(۱۰) (۲۰)

علی گڑھ

۱۰۔ اپریل ۱۹۸۷ء

مجی ڈاکٹر سید معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

بہت دنوں سے آپ کی خیر و عافیت معلوم نہیں ہو سکی۔ نہ آپ کا کوئی مضمون کسی رسالے میں نظر سے گزرا۔ شاید نقوش میں بھی نہیں چھپا۔ اس رسالے سے تو آپ کے تعلقات بہت گہرے ہیں، محمد طفیل مرحوم کی وجہ سے۔

طفیل مرحوم پر ایک مضمونچہ لکھا تھا جو ہماری زبان^(۱) کے طفیل نمبر [میں] شائع ہوا۔ اس کی نقل آپ کے مطالعہ کے لیے بھیج رہا ہوں۔ مناسب سمجھیں تو جنگ یا کسی اخبار میں شائع کرا دیں کہ طفیل دوستوں کی نظر سے گزر جائے۔

نظامی صاحب کی کتاب بازار میں مل گئی تھی اور آپ کو رجسٹری سے بھیج دی گئی تھی یا ممکن ہے کسی معتبر آدمی کے ذریعہ بھجوائی ہو۔ رسید نہیں آئی۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

{پس نوشت}

قاضی عبدالودود صاحب کے کچھ خطوط آپ کے پاس ضرور ہوں گے۔

براہ کرم ان کے زیر و کس بھیج کر ممنون کیجیے۔ شیخ محمد اکرام مرحوم کے نام بھی ان کے خطوط آپ کو ضرور ملے ہوں گے۔ آپ کو ایک خط ڈاکٹر ظفر اقبال (۶۲) شعبہ اردو کراچی کے ذریعے ۷ مارچ کو لکھا تھا۔ وہ علی گڑھ آئے ہوئے تھے۔ ملا ہوگا۔

(۱۱) (۶۳)

باسمہ

علی گڑھ

۳۰۔ اپریل ۱۹۸۷ء

محبت گرامی!

سلام مسنون!

مکرم نامہ مورخہ ۳۰ اپریل ملایا دفرمائی کے لیے ممنون ہوں! کیا خوبصورت لیٹر ہیڈ چھپوایا ہے آپ نے۔ بہت رشک آیا۔

کتاب (۶۳) نثری ادب بھی ملی، یہ اس سے پہلے بھی مل گئی تھی۔ اور میں نے رسید بھی بھیج دی تھی اب قدر مکرر کا لطف آیا اس بہانے پھر ایک بار پڑھ گیا۔ آپ نے بہت خوبصورت نثر کے نمونے جمع کرادیے ہیں حمید احمد خاں مرحوم کے خطوط بھی خوب ہیں اس انتخاب کے لیے ممنون ہوا کہ کچھ طلبہ ایک گوشہ نشین اور گمنام طالب علم سے بھی قدر واقف ہو جائیں گے۔

نظامی صاحب کی کتاب تو بہت پہلے بھیجی تھی خیر مل گئی بہت خوشی ہوئی۔ غالب (قاضی عبدالستار) (۶۵) حسرت موہانی (طلعت سلطانہ) (۶۶) خط ملتے ہی ایجوکیشنل بک ہاؤس سے منگوالی۔ جاوید طفیل صاحب ہی کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ جواب رسید سے مطلع کیجیے گا۔

آج کل قاضی عبدالودود صاحب کے خطوط کی جمع و ترتیب میں لگا ہوا ہوں۔ اس سال شائع کرانا چاہتا ہوں شیخ اکرام یا کسی اور مکتوب الہہ کے نام ان کے خطوط ملیں تو مکرم کر کے ضرور بھیجیے۔ کوشش ہے کہ یہ مجموعہ زیادہ سے زیادہ مکمل ہو۔ آپ نے محفوظات ٹٹولے اور احباب سے بھی پوچھ گچھ کیجیے۔

اکبر کے مکاتیب کا مجموعہ بھی زیر ترتیب ہے اور بجنوری کسی تحریرات (۶۷) بھی زیر ترتیب ہیں۔ آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ جاوید طفیل صاحب سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ یہاں ان کی بہت مصروفیات رہیں، افسوس کہ قیام بہت مختصر رہا؟ آپ بھی کبھی قصد کیجیے۔ یہاں کے لوگ اور یہاں کتب خانے راہ تک رہے ہیں۔

میں وسعت جون میں انشاء اللہ ممالک اسلامیہ کے سفر پر نکلنے لکھنے والا ہوں ممکن ہے لاہور بھی آنا ہو قیام وعدے کے مطابق (اگر آپ کو زحمت ہوئی تو) آپ ہی کے یہاں ہوگا۔ ویسے اس زمانے میں موسم بہت گرم ہوگا۔

پچھلے خط کے ساتھ طفیل مرحوم پر ایک مضمون لکھوایا تھا خیال ہے کہ آپ نے 'جنگ' یا کسی اخبار میں شائع کروادیا ہو گا۔ میں غالباً طفیل صاحب کے دوستوں اور مداحوں کی نظر سے گزر جائے۔ کچھ اچھی سی مطبوعات کے نام لکھئے گا۔

شیخ منظور الہی صاحب بہت یاد آتے ہیں ملیں تو میرا سلام کہئے۔

قاضی صاحب کے تین خط ابو سعادت جلیلی (۶۸) لمقیم گلشن اقبال کراچی نے دانش اسلام آباد (غلام سرور نمبر) میں شائع کیے ہیں۔ ان کا عکس میرے ایک دوست نے ڈھا کہ بنگلہ دیش سے بھجوائے ہیں آپ تو اسلام آباد سے قریب ہیں۔ یہ عکس یا اطلاع مجھے آپ سے ملنی چاہئے تھی۔ یہ حسن اتفاق ہی ہے کہ مجلہ دانش کہ وہ شمارہ میرے پاس کچھ دن پہلے آچکا تھا۔

بہر حال جلیلی صاحب کو آپ خط لکھ کر قاضی صاحب کے بقیہ خطوط کے عکس فراہم کرائیے۔ ان کا مکمل پتا مدیر دانش سے آپ کو معلوم ہو سکتا ہے ان کا پتہ معلوم نہیں ورنہ براہ راست لکھتا۔ یہ سطر میں لکھ کر اب جاوید طفیل صاحب کو بھیج رہا ہوں شاید وہ کل شام دہلی کے لیے روانہ ہو رہے ہیں کتاب اور آپ کے ذوق کے دو کتابچے آج دوپہر ان کے یہاں خود پہنچا آیا تھا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

(۱۲)

باسمہ
علی گڑھ

۱۱۔ جون ۱۹۸۷ء

کرم گستر!

السلام علیکم!

مکرمت نامہ مورخہ ۲۵، مئی تشریف لایا۔ کتابوں کے پہنچنے کی اطلاع ملی ویسے میں تردد میں تھا کہ آپ کی طرف سے کوئی رسید نہیں آئی تھی۔

”احوال غالب“ (۶۸) آپ کے پاس موجود تھی اور اس میں ایک لفظ کا اضافہ نہیں ہوا ہے صرف سرسری سی چند صفحات کی تمہید لکھ دی ہے اور وہ بھی اس طرح کہ کچھ نوٹس لکھ لیے تھے کچھ دوستوں نے حال کی

مطبوعات کی اطلاع دی تھی۔ وہ پرچے دھلی سے اور نگ آباد کن کے سفر کے دوران رکھ لیے تھے اور پوری تمہید سفر میں لکھی گئی، واپسی ہر دہلی اسٹیشن پر وہ صفحات محمد حبیب خاں صاحب (انجمن) کے حوالے کر دیے جن کا اصرار تھا کہ کتاب چھپی رکھی ہوئی ہے۔ جلد تمہید لکھ کر دیجیے۔

اس دوران پاکستان میں جو کچھ چھپا اس سے پورے طور پر مطلع نہ ہو سکا۔ خود آپ کی بعض کوششوں کا اس میں ذکر نہیں ہے اور یہی حال بعض دوسرے احباب کی کاوشوں کا ہے جن کی مجھے اطلاع نہیں ہو سکی یا اس وقت لکھا نہیں جا سکا۔

یہ آپ کا حسن ظن ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ جن ہندستانی مطبوعات کا اس میں ذکر ہے۔ وہ میرے پاس محفوظ ہیں بعض کتب و رسائل کی تو میں نے شکل بھی نہیں دیکھی۔ یہی حال آپ کی منسلک فہرست کی بعض کتابوں کا ہے۔ ”شگوفہ“ حیدرآباد (غالب نمبر) اور ”جان نثار“^(۶۹) امرتسر (غالب نمبر) انھی میں ہیں۔ آپ کی دوسری مطلوبہ کتابوں میں اکثر کتابیں ممکن الحصول ہیں، بعض بازار میں مل جائیں گی۔ مہینے میں کوئی مستعد آدمی لاہور/کراچی سے آپ کے علم میں علی گڑھ/دھلی آنے والا ہو تو مطلع کیجیے کہ کتابیں حفاظت سے آپ تک پہنچ جائیں۔

آپ کے دوست جو مالیر کولہ میں رہتے ہیں ان کا پتا کیا ہے اگر لاہور جانے والے ہوں تو لکھیے گا۔ یا پھر جو بہت ضروری ہوں ان کے نام لکھ کر بھیجیے کہ براہ راست آپ کو بھیج دوں۔

اب گرما کی تعطیلات میں کراچی شوق سے جائیے اور وہاں کے دوستوں کو سلام کہیے۔ خاص طور پر مشفق صاحب جالبی صاحب اور فرمان صاحب۔ آج کل مجھے عمان ہونا چاہئے تھا لیکن PTA لینے کے لیے تارا اتنی تاخیر سے پہنچا کہ نصف کانفرنس میں شریک ہو سکتا تھا۔ یہ مجھے پسند نہیں آیا اور میں نے سفر ملتوی کر دیا۔

ستمبر/اکتوبر میں ایک دوسری کانفرنس میں ممکن ہے شرکت کے لیے شرق اوسط جانا۔ ممکن ہو اتولاہور ہوتا ہوا دھلی آؤں گا۔ اگرچہ اس کے قرائن کم ہیں۔

آپ کی مرحمت کردہ کتاب ”فورٹ ولیم کالج“^(۷۰) مالک رام صاحب کے یہاں سرسری طور پر دیکھی تھی۔ بس سرسری طور پر یہ دیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا کہ وقار عظیم صاحب یا آپ کی نظر سے سید حمید الدین احمد مہاری^(۷۱) پر میرا مضمون گزرا یا نہیں جو میں نے رسالہ ندیم (گیا) میں ۱۹۴۰ء کے لگ بھگ لکھا تھا۔

کتاب کا بروشر آپ کے ناشر نے بہت عمدہ چھپوایا ہے۔ کتاب کے متعلق دوستوں کی رائیں پڑھ کر خوش ہوئی۔ اس محفل میں اپنے کونہ پا کر کچھ فسوس سا ہوا۔ میں کوتاہ ہوں اور اس کا اندازہ آپ کو اس مجموعے^(۷۲) سے ہوگا جو آپ نے طفیل مرحوم پر مرتب کیا تھا۔ کتنی بار آپ نے کہا اور لکھا۔ لیکن مجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ چند سطریں لکھ کر بھیج دوں آخر کتاب چھپ گئی۔

جاوید صاحب کا خط آیا ہے وہ جولائی میں طفیل نمبر (۷۳) شائع کر رہے ہیں۔ ”ہماری زبان“ والے مضمون کی نقل (وہ لاہور میں چھپ گیا ہو یا نہ چھپا ہو دونوں شکل میں) ان کے حوالے کر دیجیے۔ میں چاہتا ہوں ان کی زندگی میں جو محفل آپ نے آراستہ کی تھی اس میں شریک نہ ہو سکا تو ان کی وفات کے بعد ان کی یاد میں جو شمارہ چھپے اس میں میری حاضری ضرور ہو۔

یہ نذرانہ عقیدت ہے جو میری طرف سے پیش ہوگا۔ اس سلسلے میں جاوید طفیل صاحب سے بات کر لیجیے۔ جاوید صاحب سے خود مل کر مضمون دے کر مجھے اطلاع دیجیے۔

میں اکبر الہ آبادی کا مجموعہ مکاتیب (۷۴) چھاپ رہا ہوں۔ آپ کے محفوظات میں کچھ ہوں تو ضرور بھیجے یا اطلاع دیجیے۔

قاضی عبدالودود صاحب کے مکاتیب کے زیر و کس فوراً (کراچی جانے سے پہلے) براہ کرم روانہ فرما دیجیے۔ اپنے مشاغل علمی سے مطلع فرمائیے۔

والسلام

مخلص

مختار الدین احمد

{ پس نوشت }

ڈاکٹر ملک حسن اختر (۷۵) کی تصانیف دیکھنی چاہتا ہوں یہاں نہیں ملتی۔ بہتر ہو کہ ان کی تالیفات و تصانیف کی فہرست بھیج کر ممنون کریں۔

سید معین الرحمن صاحب

”الوقار“ ۵۰ لوہڑمال لاہور۔ ۱

(۱۳)

استاد شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
ناظمہ منزل امیر نشان روڈ،
دودھ پور، علی گڑھ

باسمہ

[موصولہ: ۱۰، اگست ۱۹۸۷ء] (۷۶)

مجی سید معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

ہم لوگ خیر و عافیت سے ۱۴ کی شام کو علی گڑھ پہنچے۔ چند دنوں کے بعد مگدھ یونیورسٹی اور پٹنہ یونیورسٹی جانا ہوا۔ پچھلے ہفتہ واپس آیا ہوں۔

وارث کرمانی صاحب^(۷۷) کی دونوں کتابیں غالب سے متعلق حاصل ہو گئی ہیں انہیں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

آپ کے ذخیرے میں جہاں تک میں اس شب دیکھ سکا دیوان غالب طبع اول کا کوئی نسخہ موجود نہیں، صولت لائبریری رام پور کے نسخے سے عرصہ ہوا مالک رام صاحب نے اپنے لیے اور میرے لیے اس کا عکس بنوایا تھا۔ اس زمانے میں زیر و کس کار و اج نہیں تھا۔ یہ نسخہ آپ کے کتب خانے کے لیے بطور ارمان بھیجتا ہوں، قبول فرما کر شکرے کا موقع عنایت فرمائیں۔

محمد طفیل مرحوم پر جو مضمون میں نے بلٹن ہوٹل میں ۶/۷ پڑا تھا اس کی نقل عطا الحق قاسمی صاحب جنگ یا کسی اخبار کے ادبی صفحے کے لیے، شائع ہوا تو اس کا تراشہ بھیج دیجیے ورنہ ان سے پوچھئے۔ اس کی جاوید طفیل صاحب کو ضرورت ہوگی۔ ان سے لے کر ان تک پہنچادیں تو کرم ہو۔ آپ کے اور بیگم صاحبہ کے الطاف و کرم کو بھول نہیں سکتا۔ مالک رام صاحب سے ابھی ٹیلیفون پر بات ہوئی وہ بخیر ہیں۔

امید ہے آپ اچھے ہوں گے۔ بیگم صاحبہ کو میری اور بیگم احمد کی طرف سے سلام کہیے۔

تازہ ادبی/علمی خبروں سے مطلع کرتے رہے۔

والسلام

مختار الدین احمد

(۱۴)

علی گڑھ

۲۵۔ جنوری ۱۹۸۸ء

مجی!

سلام مسنون!

”تحقیق غالب“،^(۷۸) دیکھ رہا تھا۔ کتابیات میں غالب کا فارسی دیوان میخانے آرزو سرانجام بھی درجہ ہیں جو

۱۸۳۷ کا مکتوبہ ہے اور انجمن میں محفوظ ہے۔

کیا یہ نسخہ آپ نے خود دیکھا ہے اور میخانے ہی ہے یا کوئی اور۔ کتاب میں اس کا تفصیلی ذکر تلاش کیا، نہ ملا۔

اب کے خیال ہے اس کا نام میخانے آرزو ہو یا میخانے آرزو سرانجام۔
آپ نے بھی علی بخش خاں کو شاعر بنا کر ”رنجور“، تخلص بخش دیا۔ اس بے چارے کو شاعری سے کیا
تعلق؟ یہ تو اس پر اتہام ہے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

(۱۵) (۷۹)

باسمہ

علی گڑھ

۵۔ نومبر ۱۹۸۸ء

مجی پروفیسر سید معین الرحمن صاحب!

السلام علیکم!

کیوں خفا ہیں؟ وجوہ بھی تو معلوم ہو۔ یا مصروفیات بہت بڑھ گئی ہیں؟
بہت دنوں سے آپ کی خیر و عافیت معلوم نہیں ہو سکی۔ یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ آج کل آپ کیا لکھ رہے
ہیں۔ کوئی نہ کوئی کتاب تو ضرور زیر طبع یا زیر تالیف ہوگی۔

میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں قاضی عبدالودود صاحب کے خطوط کی جمع و ترتیب بھی بہت مصروف ہوں۔ آپ
نے کرم فرمایا تھا اور شیخ محمد اکرام مرحوم کے نام کے خطوط مرحمت فرمانے تھے۔ یہ ”غالب نامہ“ (دہلی) یا ”قومی
زبان“ (کراچی) میں شائع کر دیئے تھے۔ کچھ اور خطوط قاضی صاحب کے مل جائیں تو تو ضرور بھیجئے۔

اکبر الہ آبادی کے خطوط بھی خاصی تعداد میں جمع ہو گئے ہیں آج کل رشید احمد صدیقی مرحوم کے خطوط (۸۰)
کی ترتیب میں مصروف ہوں۔ کچھ میرے نام ہیں، کچھ علی گڑھ اور دوسرے مقامات کے حضرات کے نام۔ ایک اچھا
خاصا مجموعہ تیار ہو جائے گا۔ آپ کے نام تو ان کے بہت سے خطوط ہوں گے۔ آپ سب خطوط اس وقت تلاش کر سکیں
تو کچھ خطوط کے زیر و کس کاپی ضرور مرحمت فرمائیں۔

بیگم صاحبہ کی خدمت میں میرا اور بیگم احمد کا سلام پہنچائیے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

(۱۶)

باسمہ

۲۴- جولائی ۲۰۰۴ء (۸۱)

محبی السلام علیکم!

آپ کہاں ہیں؟ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی صحت کیسی ہے؟ کن علمی منصبوں میں لگے ہیں؟ دو سطریں اپنی خیریت کی لکھ کر ممنون کیجیے، آپ تو پابندی سے خط لکھتے تھے اب نہ آپ خط لکھتے ہیں نہ خطوں کا جواب دیتے ہیں۔ نظیر صدیقی مرحوم آپ کے گہرے دوستوں میں تھے ان کے کچھ خطوط ایک مجموعے میں شائع کیے تھے، آپ کو کم از کم دو بار بھیجے تھے آپ نے رسید تک نہیں بھیجی۔ آپ تو ملازمت کی سخت مصروفیت کے زمانے میں بھی برابر خط لکھا کرتے تھے۔ آپ کی خموشی باعث تردد ہے۔ دو کلمے اپنی خیریت کے لکھ کر تردد دور کیجیے۔ میں اواخر اگست میں ان شاء اللہ عمان، اردن جا رہا ہوں۔ کراچی، لاہور نہ آسکوں گا کراچی بہت بڑھ گئے ہیں اور ویزا کا حصول بہت زحمت طلب ہو گیا ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

مختار الدین آرزو

پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمن

الوقار پبلی کیشنز

۵۰، لوئر مال، لاہور

پوسٹ کوڈ: ۵۴۰۰۰۰

حواشی:

- (۱) معین الرحمن، ڈاکٹر سید، تحقیق غالب، طبع اول (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۱ء)
- (۲) زہرا معین، پروفیسر (مرتب) حرف سرور، ۱۹۸۰ء میں آل احمد سرور کی انہترویں سالگرہ کی مناسبت سے مکتبہ عالیہ لاہور سے پہلی بار شائع ہوئی جس پر بورڈ آف انٹرمیڈیٹ سرگودھا کی جانب سے اساتذہ میں عالمانہ تحقیق و تصنیف کا پہلا تین ہزار مالیت کا انعام دیا گیا۔
- (۳) قاضی عبدالودود (۸ مئی ۱۸۹۶ء - ۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء) ہندوستانی محقق، مدون، جو اردو تحقیق و تدوین کا اہم ستون تھے۔ والد کا نام قاضی عبدالوحید تھا ابتدا میں مذہبی اور دینی تعلیم حاصل کی پھر رسمی تعلیم کی طرف آئے قاضی عبدالودود کی اہم تصانیف و تالیف میں دیوان جوشش، دیوان رضا، قطعات دلدار، تذکرہ ابن طوفان، اشتر و سوزن، عیارستان اور غالب بحیثیت محقق شامل ہیں۔ راقم نے ایم اے کا مقالہ ۲۰۰۰ء میں قاضی عبدالودود کی سوانح اور کتابیات اور نیشنل کالج لاہور میں پیش کیا۔
- (۴) دیوان سلیمان: دیوان سلیمان کے ماخذ تک راقمہ کی رسائی نہیں ہو سکی کہ ایسا کوئی دیوان مدون یا مرتب ہو ہے۔ مختار الدین آرزو کو کلیات سلطان سلیمان دیوان فارسی و ترکی کی تلاش تھی۔ "مختار نامہ" میں بھی اس دیوان کے حوالے سے ڈاکٹر مختار الدین احمد کے کسی مضمون یا کتاب کی نشاندہی نہیں ہوئی۔
- (۵) انتظار حسین (۲۱ دسمبر ۱۹۲۵ء - ۲ فروری ۲۰۱۶ء) اردو کے ناول نگار، افسانہ نگار اور تنقید نگار تھے۔ آخری آدمی، خالی پنجرہ، خیمے سے دور، شہر افسوس کچھوے، گلی کوچے، اور کنکرے افسانوی مجموعے جبکہ دن (ناولٹ) چاند گہن، بستی، آگے سمندر ہے، (ناول) چراغوں کا دھواں اور دلی تھا جس کا نام (آپ بیتی) جل گرے (داستان) نظریے سے آگے (تنقید) اور علامتوں کا زوال (تنقید) انتظار حسین کی اہم کتب ہیں۔ حکومت پاکستان کی طرف سے ستارہ امتیاز اور اکادمی ادبیات کی جانب سے کمال فن ادب انعام سے نوازا گیا۔
- (۶) جمیلہ ہاشمی: اردو ناول اور افسانہ نگار ۱ نومبر ۱۹۲۹ء کو گوجرہ فیصل آباد میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۵۴ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے انگریزی کیا۔ پہلے ناول آتش پر ۱۹۶۱ء میں دائود ادبی انعام ملا اہم کتابوں میں جگ بیتی، اپنا اپنا جہنم، چہرہ بہ چہرہ، روبہ رو، تلاش بہاراں، اور دشت سوس شامل ہیں۔ ۱۰ جنوری ۱۹۸۸ء کو انتقال ہوا۔

- (۷) پیرزادہ قاسم اردو کے ممتاز شاعر (۸، فروری ۱۹۴۳ء دہلی) اہم کتب تند ہوئے جشن میں (۱۹۹۰ء) چہار سو (رسالہ ۲۰۱۴ء)
- (۸) ڈاکٹر وحید قریشی، ایم اے پی ایچ ڈی، ڈی لٹ، محقق، شاعر، ماہر تعلیم، نقاد تھے اور نیشنل کالج لاہور کے پرنسپل رہے ”مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین، اقبال اکادمی“ لاہور کے ڈائریکٹر ”مجلہ اقبال“ کے مدیر رہے۔ ۱۹۹۳ء میں مجلس ادبیات مشرق کی طرف سے ایک ”ارمغان علمی“ پیش کیا گیا۔ ڈاکٹر وحید قریشی کا ذخیرہ کتب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کی لائبریری میں محفوظ ہے۔
- (۹) محمد طفیل (۱۴- اگست ۱۹۲۳- ۴ جولائی ۱۹۸۶) خاکہ نویس اور رسالہ نقوش کے مدیر والد کا نام میاں عمر الدین تھا اہم تصانیف میں جناب، آپ، صاحب، مجی، مخدومی، محترمی، مکرّم اور معظم شامل ہیں۔
- (۱۰) ۱۸- جولائی ۱۹۸۲ء کے ایروگرام کے پیچھے مختار الدین آرزو نے اپنے پتے کے ساتھ ”22-7-82“ کی تاریخ درج کی ہے جب کہ ڈاکٹر سید معین الرحمن نے نیلی روشنائی سے وصولی کی تاریخ 2-8-82 درج کی ہے۔
- (۱۱) شاعر، نقاد، صحافی، افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی ۲۰ نومبر ۱۹۱۶ء کو تحصیل خوشاب کے قصبہ انگہ میں پیدا ہوئے۔ اصل نام احمد شاہ تھا۔ پھول تہذیب نسواں، ادب لطیف، نقوش اور سویر اور امروز کے مدیر رہے۔ ۱۰ جولائی ۲۰۰۶ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔
- (۱۲) پروفیسر محمد اسلم (۲۷ نومبر ۱۹۳۲ء- ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۸ء) شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں پروفیسر تھے۔ وہ ہندستان جاتے تو مختار الدین آرزو ان کے ہاتھ پاکستان کی ڈاک و کتب ارسال کرتے۔ پروفیسر محمد اسلم ملک کی چند اہم تصانیف دین الہی اور اس کا پس منظر، تاریخی مقالات، وفیات مشاہیر پاکستان، خفتگان کراچی شامل ہے۔
- (۱۳) مختار الدین احمد آرزو نے ۲/۱/۲ لکھا تھا جسے تدوین کے بعد قوسین میں ڈھائی کر دیا۔
- (۱۴) خورشید احمد خان: صحافی ایڈیٹر ادیب اور کالم نگار۔
- (۱۵) شمس الرحمن فاروقی (۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء) معروف شاعر، نقاد اور دانشور انڈین سول سروس میں رہے ۱۹۹۹ء میں سبکدوشی کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو دہلی کے ڈائریکٹر رہے۔ رسالہ ”شب خون“ کی ادارت بھی کی۔

- (۱۶) خط کے اوپر ڈاکٹر مختار الدین آرزو نے ۳۰ اپریل ۱۹۸۲ء کی تاریخ درج کی ہے جبکہ اختتام میں ۱۱۳ اگست ۱۹۸۲ء کی تاریخ درج کی ہے۔ خط کاغذات میں کہیں دب گیا جسے ۱۱۳ اگست کو مکمل کیا گیا۔ اس لیے خط نمبر ۳ کی تدوین کے دوران اس پر ۱۱۳ اگست ۱۹۸۲ء کی تاریخ ہی تحریر کی ہے۔
- (۱۷) ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو نے خط میں ۲/۱/۳ لکھا جسے دوران تدوین قوسین کے اضافے کے ساتھ ساڑھے تین کر دیا۔
- (۱۸) مولانا نئے اکبر آبادی سے مراد مولانا سعید احمد اکبر آبادی (م ۱۹۸۵ء ۲۴ مئی کراچی) ادیب، دانشور، اور مصنف تھے۔ ندوۃ المصنفین دہلی کے ترجمان، ماہنامہ برہان کے مدیر، پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ، صدر شعبہ دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ان کا شمار اکبرین دیوبند میں ہوتا ہے۔ مولانا سعید احمد کی تصانیف میں صدیق اکبر، شان ذوالنورین، غلام اسلام فہم القرآن، مسلمانوں کا عروج و زوال اور وحی الہی شامل ہیں۔
- (۱۹) مختار الدین احمد (مرتب) قاضی عبدالودود تہذیبی کتاب۔ مختار الدین احمد کو قاضی عبدالودود سے اپنے دور طالب علمی سے انسیت رہی جو ان کے آخری لمحے تک قائم تھی۔ قاضی عبدالودود اور مختار الدین احمد میں کچھ باتیں مشترک تھیں جن میں تحقیقی ذوق، علمی تعاون کے لیے ہمیشہ تیار رہنا، خطوط کا پابندی سے جواب دینا، خطوط کے لیے پوسٹ کارڈ کا استعمال اور مہمانوں کو خوش آمدید کہنا۔ قاضی صاحب سے اسی انس کے باعث مختار الدین احمد نے قاضی عبدالودود کے دس مضامین تحریر کیے جو مختلف رسائل میں چھپے۔ بحوالہ مختار نامہ مرتبہ عطا خورشید، مہر الہی ندیم کے صفحہ ۳۱ پر "کچھ اس اشاریے کے بارے میں" جولائی ۲۰۰۲ کی تاریخ کے ساتھ یہ تحریر کیا گیا۔ مکاتیب قاضی عبدالودود مرتبہ مختار الدین احمد، دو جلدوں میں شائع ہوا۔
- (۲۰) مالک رام (۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء - ۱۶ اپریل ۱۹۹۳ء) اردو فارسی اور عربی عالم تھے مالک رام کی اپنی زندگی میں ۸۰ تخلیقات شائع ہوئیں۔
- (۲۱) ڈاکٹر یوسف حسن خاں (۱۸ ستمبر ۱۹۰۲ء - ۲۱ فروری ۱۹۷۹ء) کی کتاب فرانسسی ادب کی طرف خط میں اشارہ کیا ہے۔ جو علی گڑھ انجمن ترقی اردو ہند سے شائع ہوئی۔ ان کی دیگر اہم کتب میں، اردو غزل، اردو غزل مع انتخاب، حافظ اور اقبال، کاروانِ فکر، حسرت کی شاعری، روح اقبال اور تاریخ دکن شامل ہیں۔
- (۲۲) دیوان مصحفی، مجلس ترقی ادب لاہور سے چھ جلدوں میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر نور الحسن نقوی نے اس کی تدوین کی پہلی جلد ۱۹۶۸ء اور چھٹی ۱۹۹۲ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔

- (۲۳) ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے اسحاق بھٹی کا اردو ترجمہ کتاب ”الفہرست لابن الندیم“ ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ جس کے ناشر سراج منیر اور ضخامت ۹۶۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ محمد بن اسحاق بن ندیم (وفات: ۱۹۹۵ء) کا پورا نام ابوالفراج محمد بن اسحاق الندیم وراق تھا اور وہ ابن ندیم کے نام سے مشہور تھا جو بغداد کے باشندے تھے محمد بن اسحاق بن ندیم نے عربی زبان کی پہلی انسائیکلو پیڈیا الفہرست تصنیف کی۔
- (۲۴) پروفیسر امیر حسن عابدی (۱۹۲۱ء-۲۰۱۱ء) مترجم، ادیب، استاد، ممتاز دانش گاہ، دہلی، محقق، اور دانشور ہیں۔ پروفیسر امیر حسن عابدی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے شریف حسین قاسمی اور شاہد مابلی نے نئی دہلی غالب انسٹی ٹیوٹ ۲۰۰۲ء میں شائع کی۔ پروفیسر امیر حسن عابدی کی اہم کتب مقالات عابدی (۲۰۰۳ء) ہے۔
- (۲۵) مختار الدین احمد آرزو کے اس خط کے پہلے صفحے کے بائیں کونے میں خط وصولی کا ذریعہ اور تاریخ ڈاکٹر سید معین الرحمن نے یوں درج کیا ہے۔ ”توسط ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب دستخط ۲۵، ستمبر ۱۹۸۲ء اور اس خط کے پچھلے صفحے پر درج ذیل کتابوں کے نام اس طرح درج ہیں:
- (۱) غالب مصور (۲) حدیث میر، مقبول لاری (۳) فرہنگ انیس، نائب نقوی 82/11/5“
- (۲۶) حیدرآباد میں محمد مصلح الدین صدیقی (۲۷ دسمبر ۱۹۱۸ء-۲۳ مارچ ۱۹۸۱ء) ایک سنی مسلمان عالم دین و مبلغ اسلام تھے حیدرآباد کن میں پیدا ہوئے تھے۔
- (۲۷) میر عبدالصمد خان (۱۹۵۲ء) حساس سماجی موضوعات پر کہانیاں لکھنے کے لیے معروف افسانہ نگار اور ناول نویس ہیں جنھیں ساہتہ اکادمی ایوارڈ بھی ملا۔ عبدالصمد کی اہم کتابوں میں بکھرے اوراق، دھمک، آگ کے اندر رکھ، خوش حال و اقبال، دو گز مین، مہاساگر، مہاتما، خوابوں کا سویرا اور پس دیوار شامل ہیں۔
- (۲۸) ندیم نامہ مرتب محمد طفیل، بشیر موجد لاہور: مجلس ارباب فن ۱۹۷۴ء۔
- (۲۹) ڈاکٹر ممتاز منگھوری (مرتبہ) سوغات (شخصیہ) بخدمت عالی مرتبت جناب ڈاکٹر سید عبداللہ لاہور: مجلس ارادت مند ان سید بار اول اپریل ۱۹۶۷ء۔
- (۳۰) ایم حبیب خاں انجمن ترقی اردو ہند کی اہم کتب میں اردو کی قدیم داستانیں، اردو کے کلاسیکی شعر امیر سے آتش تک (۳ جلدیں) انکار میر، انشا اللہ خاں انشا غالب اور سرور، حسرت سے فراق تک (کلاسیکی شعر پر تنقیدی مضامین) حسرت موہانی، غالب سے اقبال تک، ولی سے آتش تک شامل ہیں۔

- رسالہ تحقیق (حیدرآباد، سندھ) نمبر ۴، مکتوب نمبر ۱۱ اور تحقیق (حیدرآباد، سندھ) شمارہ نمبر ۱۳، ۱۲-۱۹۹۹ء، ۱۹۹۸ء تحقیق شمارہ نمبر ۷، ۱۹۹۳ء میں مختار الدین آرزو کے مکاتیب شائع ہوئے۔
- (۳۱) نائب حسین نقوی (ترتیب و تدوین) ”فرہنگ انیس“، جلد اول، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۱۹۷۵ء جلد دوم نئی دہلی ناشر حبیبہ بانو ایم اے، طبع اول ۱۹۸۲ء، نئی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ (تقسیم کار)
- (۳۲) مقبول احمد لاری (مرتب) ”حدیث میر“، لکھنؤ: لاری ہاؤس آل انڈیا میرا اکادمی، بار اول ۱۹۶۷ء بار دوم ۱۹۸۶ء
- (۳۳) مختار الدین احمد نے مونیر ہال کا ذکر کیا ہے۔ یہ ہال کینیڈا میں موجود ہے Momtreal City Hall کو الیگزینڈر کوپر Hutchinson نے ۱۸۷۸ء میں مکمل کیا یہ کینیڈا کا تاریخی ہال ہے۔
- (۳۴) بارکر صاحب سے مراد عبدالرحمن بارکر (۳ نومبر ۱۹۲۹ء-۱۶ مارچ ۲۰۱۲ء) کا پیدائشی نام فلپ بارکر تھا۔ لسانیات سے خصوصی دل چسپی تھی۔ بارکر کئی زبانوں کی تعلیم حاصل کی اور کئی کتب لکھیں۔
- (۳۵) دوران تدوین خط نمبر ۵ مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۸۳ء میں ”آپ کو یاد ہو گا۔“ کو قوسین [] میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔
- (۳۶) دوران تدوین مختار الدین احمد آرزو کے خط نمبر ۵ مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۸۳ء میں ”دیوان۔ خورشید صاحب۔ پروفیسر وحید قریشی کو“ کی جگہ سکتہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔
- (۳۷) صحیفہ اپریل ۱۹۸۲ء کے بعد اسی سال علی الترتیب دو شمارے شائع ہوئے تھے اپریل تا جون ۸۲ء۔ جولائی تا ستمبر ۸۲ء اور اکتوبر تا دسمبر ۸۲ء اقبال نمبر تھا ہو سکتا ہے ان کو بھجوا یا نہ گیا ہو یا بھجوا یا ہو اور مل نہ سکا ہو۔
- (۳۸) اور نیشنل کالج لاہور کے رسالے کے شمارہ خاص بسلسلہ جشن پنجاب ۱۹۸۲ء ڈاکٹر سید معین الرحمن کے دو مضامین ”مطالعہ غالب“ کی دوسری صدی ڈاکٹر سید معین الرحمن (۲۷۴-۲۵۳) پاکستانی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق (صفحہ نمبر ۳۶۲-۳۴۳) پر شائع ہوئے۔
- (۳۹) ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ء خط نمبر ۶ میں مختار الدین احمد نے ”امید ہے آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ دونوں خیر و عافیت سے ہوں گی“ لکھا ہے جسے دوران تدوین قواعد کی رو سے یہاں ”گے“ کر دیا ہے۔
- (۴۰) ۱۹ اگست ۱۹۸۳ء کے خط کے دائیں جانب اوپر کونے میں ڈاکٹر سید معین الرحمن نے وصولی کی تاریخ ۱۵، اگست ۱۹۸۳ء درج کی ہے۔

- (۴۱) پنجاب یونیورسٹی کی بیاض میں حسن شاعر۔ اس بیاض تک راقمہ کی رسائی نہیں ہو سکی اور اس بات کا حوالہ مختار الدین احمد کے خطوط میں نہیں ملا کہ ڈاکٹر سید معین الرحمن نے اس کے عکس آرزو صاحب کو بھیجے ہوں۔ "مختار نامہ" میں بھی اس حوالے سے کسی مضمون یا کتاب کا تذکرہ نہیں ہے۔
- (۴۲) ڈاکٹر سید معین الرحمن۔ محمد طفیل ایڈیٹر نقوش کی ساٹھویں سالگرہ کے موقع پر اس کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ایک کتاب مرتب کر رہے تھے جس کے چھپنے میں تاخیر ہو رہی تھی لیکن یہ اسی سال ۱۹۸۳ء میں ہی محمد نقوش کے نام سے کارواں ادب، ملتان سے شائع ہو گئی۔
- (۴۳) یکم ستمبر ۱۹۸۳ء کے مکتوب جو زیر تحقیق مقالے کی اس فصل میں خط نمبر ۸ کے طور پر ہے خط کے ساتھ منسلک لفافے پر ڈاکٹر سید معین الرحمن نے لیڈ پنسل سے ۲۱، ستمبر ۱۹۸۳ء وصولی کی تاریخ درج کی ہے۔
- (۴۴) یکم ستمبر ۱۹۸۳ء کے مکتوب کے ساتھ مختار الدین احمد نے خط کے ساتھ رسید منسلک کی ہے جس پر ڈاکٹر مختار الدین کے ہاتھ سے انگریزی میں ”پروفیسر سید معین الرحمن اسلامیہ کالج لاہور ۱۱، جولائی ۱۹۸۳ء“ درج ہے جبکہ اردو میں لکھا ہے ”حدیث میر“ بھیجی گئی۔
- (۴۵) ڈاکٹر صدیق جاوید، (یکم اپریل ۱۹۳۶ء۔ نومبر ۲۰۱۳ء) پروفیسر اور اقبال شناس تھے۔ ڈاکٹر صدیق جاوید نے ڈاکٹر سید معین الرحمن تحقیق کے چراغ تلے کے عنوان سے کتاب لکھی جو ڈاکٹر سید معین الرحمن کے لیے ذہنی صدمے کا باعث ٹھہری۔ ڈاکٹر آرزو کے رفیع الدین ہاشمی کے نام پر ۱۴ اپریل ۲۰۰۶ء کے مکتوب ۷ میں اس کا تذکرہ ہے دیکھیے مکتوب آرزو بنام ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی مرتب ارشد محمود ناشادراولپنڈی الفتح پبلی کیشنز ۲۰۱۴ء صفحہ ۱۹۵ اور ۱۳۳
- (۴۶) سلیم احمد (۲۷، نمبر ۱۹۲۷ء۔ یکم ستمبر ۱۹۸۳ء) پاکستانی شاعر، نقاد، ڈراما نویس، اور کالم نگار تھے۔ کراچی کے پاپوش نگت قبرستان میں مدفون ہیں۔ اہم کتب میں بیاض، چراغ نیم شب، ادھوری جدیدیت، ادبی اقدار، مشرق، اکائی، غالب کون، اقبال ایک شاعر، شامل ہیں۔ سلیم احمد پر بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی ہوا۔
- (۴۷) ڈاکٹر جمیل جالبی (۱۲ جون ۱۹۲۹ء۔ ۱۸ اپریل ۲۰۱۹ء) محقق، نقاد، مدون، مورخ اور دانش ور تھے، ڈاکٹر جمیل جالبی کا اصل نام محمد جمیل خاں ہے۔ بابائے صحافت جالب دہلوی کے زیر اثر جالبی نام اختیار کیا۔ سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔

- (۴۸) ڈاکٹر ابولیتھ صدیقی (۱۵ جون ۱۹۱۶ء- ۷ ستمبر ۱۹۹۴ء) اردو زبان و ادب کے نقاد، ادیب، محقق، ماہر لسانیات، تھے۔ اردو لغت بورڈ کراچی کے ۱۹۶۲ء-۱۹۸۴ء تک مدیر اعلیٰ رہے۔ کولمبیا یونیورسٹی میں بطور وزٹنگ پروفیسر درس و درسیں کے فرائض بھی انجام دیئے۔
- (۴۹) پروفیسر ڈاکٹر معصوم علی ترمذی مرحوم جامعہ کراچی کے سابق وائس چانسلر تھے۔ تحقیق و علم ادب میں خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔ جون ۲۰۱۹ء میں پروفیسر ڈاکٹر معصوم ترمذی کا انتقال ہوا۔
- (۵۰) مختار مسعود (۱۹۲۶ء-۱۵ اپریل ۲۰۱۷ء) بینار پاکستان کی تعبیری کمیٹی کے صدر تھے۔ اہم کتب میں آواز دوست (۱۹۷۳ء) سفر نصیب (۱۹۸۱ء) لوح ایام (۱۹۹۶ء) حرف شوق (۲۰۱۷ء) مختار الدین مسعود کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے مختلف حوالے ملتے ہیں۔
- (۵۱) یکم ستمبر ۱۹۸۳ء کے خط کے آخر میں مختار الدین احمد نے لکھا کہ ”خدا ان کی تربت پر مغفرت اور رحمت کے پھول“ کے بعد [ان] کا اضافہ راقمہ نے کیا ہے۔
- (۵۲) اس خط کے لفافے پر ڈاکٹر سید معین الرحمن کے قلم سے مختلف دو تاریخیں درج ہی پہلے ”25-3-87“ کی تاریخ درج ہے جو خط کی وصولی کی تاریخ ہو سکتی ہے اس سے نیچے درج ہے ”23-4-87“ بدست جاوید طفیل، اس خط کا جواب بھجوا گیا۔
- (۵۳) محمود نظامی (اگست ۱۹۱۱ء- ۱۱ فروری ۱۹۶۰ء) عملی زندگی کا آغاز ریڈیو پاکستان نے کیا اور آخری وقت تک ریڈیو پاکستان سے وابستہ رہے۔ رسالہ ادبی دنیا میں ان کا سفر نامہ ”نظر نامہ“ کے نام سے شائع ہوا جو بعد میں کتابی شکل میں بھی آیا۔
- (۵۴) نظیر صدیقی (۷ نومبر ۱۹۳۰ء- ۱۲ اپریل ۲۰۰۱ء) اصل نام محمد نظیر الدین صدیقی نے اردو اور انگریزی میں کالم۔ مضامین اور ریویو لکھے۔ نظیر صدیقی نے خاکہ نگاری اور انشائیہ پر بھی توجہ دی۔ خطوط نگاری میں بے حد دلچسپی تھی خط کا جواب فوراً دیتے ڈاکٹر سید معین الرحمن کے ذخیرے میں نظیر صدیقی کے بہت سے مکاتیب ہیں جو راقمہ کے پاس محفوظ ہیں۔ معمار ادب نظیر صدیقی مرتبہ ناصر عباس نیر ناشر مسز نظیر صدیقی راولپنڈی ۲۰۰۳ء
- (۵۵) مورخہ ۷ مارچ ۱۹۸۷ء زیر تحقیق مقالے کی ساتویں فصل کے خط نمبر ۹ میں کے دو جملوں میں ”میں“ اور ”انہیں“ سہواً دہرایے گئے تھے۔ جن کو حذف کر دیا گیا ہے تاکہ جملے کی ساخت درست رہے جیسے ”میں سہایتہ اکادمی کے سالانہ اجلاس میں میری شرکت کے لیے میں دہلی گیا ہوا تھا۔“ اس جملے کے آخری

”میں“ اور اسی طرح ”میری بیگم صاحبہ نے انھیں کچھ خطوط اور آپ کی کتاب انھیں دے دی تھی“ اس جملے میں سے آخر میں دہرایا جانے والا ”انھیں“ حذف کر دیا ہے۔

(۵۶) ڈاکٹر معین الدین عقیل (۲۵ جون ۱۹۴۶ء) محقق، نقاد، سابق صدر شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی، جامعہ ٹوکیو جاپان میں مہمان پروفیسر برائے تعلقات خارجی متعین رہے جامعہ علوم شرقیہ نیپلز اٹلی کے ساتھ وابستہ رہے۔ بہت سی کتابیں مرتب اور مدون کیں جن میں نوادراتِ ادب (مجموعہ مقالات) بیتی کہانی (خود نوشت شہر بانو) اقبال اور جدید دنیا، تحریک آزادی میں اردو کا حصہ، تحریک آزادی میں مملکت حیدرآباد، تحریک پاکستان کا تعلیمی پس منظر، پاکستان میں اردو ادب اور پاکستان میں اردو تحقیق شامل ہیں۔

(۵۷) شیخ منظور الہی سے ڈاکٹر سید معین الرحمن کے خاصے گہرے دوستانہ اور قریبی تعلقات تھے وہ ڈاکٹر سید معین الرحمن کے اکلوتے صاحبزادے کی منگنی کی تقریب میں نومبر میں ۱۹۹۳ء میں بھی تشریف لائے ”محبتیں ہی محبتیں“ مرتبہ عاصم کلیار میں شیخ منظور الہی کے بارے میں اپنے تاثرات بھی ڈاکٹر معین نے بیان کیے۔ منظور الہی کی اہم کتاب ”دردِ لکشا“ جس میں وہ اپنے علمی و ادبی شوق کی وضاحت کرتے نظر آتے ہیں۔

(۵۸) جاوید طفیل، محمد طفیل کے صاحبزادے تھے ان کی وفات کے بعد (۵ جولائی ۱۹۸۶ء) کے نقوش کی ادارت سنبھالی اور اپنی وفات (۱۵ اگست ۲۰۱۶ء) تک ادارے اور رسالے کو سنبھالے رکھا۔ اب جاوید طفیل کی بیٹی فرح جاوید اس ادارے کی نگرانی کر رہی ہیں۔

(۵۹) مختار الدین احمد آرزو کے ۷ مارچ ۱۹۸۷ء کے خط میں قاضی عبدالودود کے خطوط مرتب کرنے کا تذکرہ ہے مختار الدین احمد کے مرتب کردہ مکاتیب قاضی عبدالودود کے حوالے سے قومی زبان (کراچی) جنوری ۱۹۸۶ء مئی ۱۹۸۸ء تحقیق (حیدرآباد، سندھ) نمبر ۱۲-۱۳۔ ڈاکٹر مختار الدین آرزو قاضی عبدالودود کے مکاتیب کی جمع آوری اور تدوین کی فکر میں تھے۔ مکتوب قاضی عبدالودود بنام مختار الدین احمد (علمی مکتوبات) ۱۳ مکاتیب جو ۲۶ جنوری ۱۹۴۸ء سے ۱۳ مارچ ۱۹۵۰ء تک تھے رسالہ تحقیق حیدرآباد سندھ نمبر ۱۲-۱۳-۱۹۹۸ء-۱۹۹۹ء شائع ہوئے اور ۱۴ مکاتیب مختار الدین احمد بنام قاضی عبدالودود بھی اسی شمارہ میں شامل ہیں۔

(۶۰) ۱۰ اپریل ۱۹۸۷ء کے مکتوب نمبر ۱۰ پر مختار الدین احمد نے ”باسمہ“ نہیں تحریر کیا کیوں کہ لیٹر پیڈ پر لسم اللہ الرحمن الرحیم درج ہے۔

- (۶۱) ہماری زبان دہلی، کے طفیل نمبر میں ۸ مارچ ۱۹۸۷ء کو مختار الدین اجاد کا مضمون ” طفیل صاحب سے ایک ملاقات “ شائع ہوا۔
- (۶۲) ڈاکٹر ظفر اقبال شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی کے پروفیسر و صدر شعبہ رہے۔
- (۶۳) مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۷ء کے خط کا لگانہ ساتھ ہے جس پر ڈاکٹر سید معین الرحمن کے قلم سے وصولی کی تاریخ ۱۰ مئی ۱۹۸۷ء درج ہے۔
- (۶۴) نثری ادب طبع اول، نذر سنز، لاہور ۱۹۸۶ء بی اے اردو انتخابی نصاب کی مرتبہ کتاب جس کے صفحہ نمبر ۱۲ سے ۱۶ تک پروفیسر حمید احمد خاں کے مکاتیب بنام مختار الدین احمد شامل ہیں۔
- (۶۵) قاضی عبدالستار، غالب، علی گڑھ ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۶ء، صفحات ۲۵۴۔
- (۶۶) طلعت سلطانہ، حسرت موہانی (جامع انتخاب، سوانح و تنقید) علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۲ء۔ یہ کتاب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے گوشہ سید معین الرحمن میں موجود ہے جس پر ” محب گرانی سید معین الرحمن صاحب کی خدمت میں مختار الدین احمد “۔ تحریر ہے۔
- (۶۷) عبدالرحمن بجنوری (۱۸۸۵ء-۱۹۱۸ء) نامور نقاد، محقق، شاعر، مضمون نگار، مفکر، قانون اور ماہر تعلیم تھے۔ عبدالرحمن بجنوری کی اہم کتابوں میں محاسن کلام غالب اور باقیات بجنوری شامل ہیں۔
- (۶۸) مختار الدین احمد، احوال غالب، دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند) ۱۹۵۳ء، طبع اول، صفحات ۲۹۵۔ طبع دوم ۱۹۸۶ء، صفحات ۲۷۶۔
- (۶۹) شگوفہ حیدر آباد (غالب نمبر) زندہ دلان حیدر آباد کا طنزیہ و مزاحیہ ڈیڑھ ماہی ایڈیٹر سید مصطفیٰ کمال، جلد ۱، شمارہ ۴، مارچ۔ اپریل ۱۹۶۹ء۔
- ماہنامہ جان نثار امرتسر (غالب نمبر) جلد ۴، اپریل ۱۹۶۹ء، مدیر میلارام و فاجوالہ: غالب بیبلو گرانی، مرتبہ محمد انصار اللہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۱۹۷۲ء (دوسرا حصہ، ص: ۲۷)
- (۷۰) سید وقار عظیم، فورٹ ولیم کالج تحریک اور تاریخ، مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمن، لاہور: یونیورسٹی بکس، طبع اول، ۱۹۸۶ء، طبع دوم: ۱۹۸۸ء، طبع سوم، لاہور: الو قاری پبلی کیشنز ۱۹۹۵ء، طبع چہارم: ۲۰۰۰ء۔
- (۷۱) سید حمید الدین احمد بہاری پر مختار الدین احمد کا مضمون جولائی ۱۹۴۰ء رسالہ ندیم میں شائع ہوا۔
- (۷۲) محمد نقوش (نذر محمد طفیل) طب اول: ملتان مکتبہ کارواں ۱۹۸۳ء۔

- (۷۳) رسالہ نقوش لاہور کا طفیل نمبر دسمبر ۱۹۸۷ء، شمارہ ۱۳۶-۱۳۷ میں مختار الدین احمد کا مضمون ” محمد طفیل کی یاد میں“ شائع ہوا۔
- (۷۴) ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو کے پیش نظر کلیات مکاتیب اکبر الہ آبادی کی تدوین تھی مگر یہ کلیات شائع نہ ہو سکی۔ البتہ ”خطوط اکبر“ کے نام سے آرزو کا ایک مجموعہ ۱۹۵۱ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے شائع ہوا بحوالہ مختار نامہ۔
- (۷۵) ڈاکٹر ملک حسن اختر کی اہم کتابوں میں اطراف اقبال، ہمارے کتب خانے، حیات غالب کا ایک باب تحقیق کی روشنی میں اور دیوان غالب مع انتخاب، تنقیدات اور کلام منسوخ شامل ہیں۔
- (۷۶) خط نمبر ۳ پر مختار الدین احمد نے تاریخ درج نہیں کی ڈاکٹر سید معین الرحمن نے خط پر موصولہ ۱۰ اگست ۱۹۸۷ء درج کیا ہے۔ لفافے پر مہر نہیں ہے یہ خط کسی ذریعے پاکستان آیا ڈاکٹر سید معین الرحمن نے ۸-۸-۱۰ لکھا ہے۔ لفافہ اسٹیپلر سے خط کے ساتھ منسلک ہے۔
- (۷۷) وارث کرمانی (۱۹۲۷ء-۲۰۱۲ء) ہندوستان سے تعلق رکھنے والے شاعر اور نقاد جس کی اہم کتابوں میں انکار و انشاء، غالب کی فارسی شاعری، نارسیدہ، شاخ مرجان، اردو شاعری کے نیم وادرتچے شامل ہیں۔
- (۷۸) تحقیق غالب، ڈاکٹر سید معین الرحمن، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، طبع اول، ۱۹۸۱ء، اشاعت دوم، لاہور : مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۸ء۔
- (۷۹) ۵ نومبر ۱۹۸۸ء کے خط نمبر ۱۵ کے ساتھ لفافہ منسلک ہے جس پر پروفیسر محمد اسلم اور ڈاکٹر سید معین الرحمن کے نام درج ہیں وصولی کی تاریخ ڈاکٹر سید معین الرحمن کے اپنے قلم سے ”۸۸-۱۱-۱۳-۱۳ درج کی ہے۔“
- (۸۰) رشید احمد صدیقی کے خطوط مختار الدین آرزو نے رشید احمد صدیقی کے چند غیر مطبوعہ خطوط کے عنوان سے غالب نامہ (نئی دہلی) جنوری ۱۹۹۶ء میں سید عابد حسین کے نام رشید احمد صدیقی کے ۱۳ خطوط جو اگست ۱۹۳۸ء سے ۱۹۹۶ء کے درمیان لکھے مختار الدین آرزو نے اس پر حواشی بھی دیے اور تمہیدی تحریر میں مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے تعلقات پر روشنی بھی ڈالی۔
- (۸۱) ۲۴ جولائی ۲۰۰۴ء کے پوسٹ کارڈ پر پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمن نے وصولی کی تاریخ ۱۸ اگست ۲۰۰۴ء درج کی ہے۔

(۸۲) پروفیسر نظیر صدیقی کے خطوط بنام مختار الدین احمد Idrak Gopalpar Editor S.H
Abbas. کتابچہ ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے جو ڈاکٹر سید معین الرحمن کو پروفیسر مختار الدین آرزو نے بھیجا
وہ ڈاکٹر سید معین الرحمن کے ذخیرہ کتب میں محفوظ ہے۔

علی گڑھ
 ۱۱/۱۱/۸۶

ڈاکٹر مختار الدین احمد

سید برادر سید حسن الرحمہ
 السلام علیکم

کدو، خفاہیں، وجہ بھی تو معلوم ہو، یا معدنیات بہت
 زیادہ لگی ہیں؟

سینہ رنڈ سے آریک طرف بہت معلوم سن ہو سکی۔ یہ بھی تو معلوم
 ہو سکا کہ آج کل آپ کی لکڑیوں میں، کوئی نہ کوئی کنیر تو ضرور زیر علم
 یا زیر تالیف ہو۔

میں حساد اب جانتے ہیں مافوق الفطوریہ کے حلوہ کی ترتیب میں بہت معروف
 ہوں۔ آپ نے کم و زیادہ اور ششم صد اہرام روم کے نام کے حلوہ اور صحت فرمائے تھے
 یہ تالیف نام (دبلی) یا قومی زبان (کراچی) میں شام کر رہے تھے۔ کچھ اور حلوہ
 قافیہ کے بل جانتے تو ضرور بھیجیں۔

اگر اہل اہل کے حلوہ میں حامی تعداد میں ہم پہلے میں، انہیں احتیاط سے
 کے حلوہ کی ترتیب میں معروف ہوں۔ کچھ نام میں کچھ علی گڑھ اور اور حلوہ
 کے حلوہ کے نام، ایک اچھا خاصا مجموعہ بنا کر جو جائے، آپ کے نام تو ان کے
 سینہ سے حلوہ ہوئے۔ آپ سینہ حلوہ اور وقت تلاش نہ کر سکتے تو کچھ
 حلوہ کے ذریعہ آپ کی طرف بھی رحمت فرمائیں۔

بیگم صاحبہ کی خدمت میں مرا اور بیگم احمد کا سلام پہنچا ہے
 انہی سے آپ بخیر ہوں گے۔
 مختار الدین احمد

ناظمہ منزل، ۲۸۶/۴ امیر نیشن روڈ، علی گڑھ - ۲۰۲۰۰۱
 ٹیلیفون: ۴۵۱۷